﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 13/مئی 2011ء | 09/جمادی الثانی 1432 ہجری قمری ❁ 13/ہجرت 1390 ہجری شمسی | شمارہ 19

اعمال میں مستقل مزاجی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو ایسے عمل اختیار کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جزا دینے میں نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود تھک جاتے ہو اور عمل چھوڑ دیتے ہو۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین اعمال وہی ہیں جو مستقل جاری رہنے والے ہوں خواہ تھوڑے ہوں''۔

(بخاری کتاب اللباس)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب تک اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے۔

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لئے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دارالامان میں پہنچا دیتا ہے۔

''یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرتا ہے اور بہت ساری اَمانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دُعائیں نہیں سنی جاتی ہیں یا خلاف اُمید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر بدظنّی اور اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن صالحین اور عباد الرحمٰن کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ رضا بالقضا کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی ایمان اس وقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی اُس کی مرضی ہو جائے۔ دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اس کی ہر تقدیر اور قضا کے ماننے کو تیار ہو۔ اس آیت میں رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا۔ دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا اندیشہ رہتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اُس وقت محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے محبتِ ذاتی پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آ جاتا ہے۔ اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے۔ جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفسِ امّارہ کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا ہے اور ایسے لوگ جو نفسِ امّارہ کے نیچے ہیں اُن کا قول ہے ''ایہہ جہان مٹھا اگلا کن ڈِٹھا''۔ یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں۔ اور لوّامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں۔ اُن کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ اُن کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لوگ محلِ مدح میں ہوتے ہیں کیونکہ اُن سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوفِ خدا بھی ان کے دل میں ہوتا ہے۔ لیکن نفسِ مطمئنّہ والے بالکل فتحمند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکل کر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں۔ وہ اُس دارالامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ لوّامہ والا جیسا کہ مَیں نے کہا ہے دارالامان کی ڈیوڑھی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے۔ اس لئے مطمئنّہ والے کو کہا ہے فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:30-31)۔ یہ آواز اس وقت آتی ہے جب وہ اپنے تقویٰ کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ تقویٰ کے دو درجے ہیں۔ بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا۔ یہ دوسرا مرتبہ مُحسنین کا ہے۔ اس درجہ کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لئے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کی دستگیری کرتا ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے دارالامان میں پہنچا دیتا ہے۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ کی آواز اُسے آجاتی ہے یعنی تیری جنگ اب ختم ہو چکی ہے اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے۔ اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے مصداق ہیں اور رُوحانی وراثت سے جن کو حصّہ ملتا ہے۔ میری بہشت میں داخل ہو جا۔

یہ آیت جیسا کہ ظاہر میں سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اُسے آواز آتی ہے آخرت پر ہی موقوف نہیں بلکہ اِسی دُنیا میں اِسی زندگی میں یہ آواز آتی ہے۔ اہلِ سلوک کے مراتب رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کے سلوک کا انتہائی نقطہ یہی مقام ہے جہاں اُن کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور وہ مقام یہی نفسِ مطمئنّہ کا مقام ہے۔ اہلِ سلوک کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ اُٹھا دیتا ہے اور ان کو صالحین میں داخل کر دیتا ہے۔ جیسے فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ (العنکبوت:10) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے ہم اُن کو ضرور ضرور صالحین میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس پر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کرنے والے صالحین ہوتے ہیں پھر اُن کو صالحین میں داخل کرنے سے کیا مراد ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اس میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بیان فرماتا ہے کہ صلاحیت کی دو قسم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان تکالیف شاقہ اُٹھا کر نیکیوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ نیکیاں کرتا ہے لیکن ان کے کرنے میں اُسے تکلیف اور بوجھ معلوم ہوتا ہے اور اندر نفس کے کشاکش موجود ہوتی ہے اور جب وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے تو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اعمالِ صالحہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جیسا کہ اس آیت کا منشاء ہے اُس وقت وہ تکالیف شاقہ اور محنتیں جو خود نیکیوں کے لئے برداشت کرتا ہے اُٹھ جاتی ہیں اور طبعی طور پر وہ صلاحیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ تکالیف، تکالیف نہیں رہتی ہیں اور نیکیوں کو ایک ذوق اور لذّت سے کرتا ہے۔ اور ان دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ پہلا نیکی کرتا ہے مگر تکلیف اور تکلّف سے اور دوسرا ذوق اور لذّت سے۔ وہ نیکی اس کی غذا ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور وہ تکلّف اور تکلیف جو پہلے ہوتی تھی اب ذوق وشوق اور لذّت سے بدل جاتی ہے۔ یہ وہ مقام ہوتا ہے صالحین کا جن کے لئے فرمایا: لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ (العنکبوت:10) اس مقام پر پہنچ کر کوئی فتنہ اور فساد مومن کے اندر نہیں رہتا۔ نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے جذبات پر فتح پا کر مطمئن ہو کر دارالامان میں داخل ہو جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 507تا509. جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

خلافت احمدیہ اور ہمارے فرائض

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت پُر معارف ارشادات سے انتخاب

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

(دوسری قسط)

اطاعتِ خلافت اور اس کا فلسفہ

ہم جانتے ہیں کہ خلافت، امامت اور امارت کے ساتھ محبت اور وفا کے تعلق کا دعویٰ کامل اطاعت کے بغیر ایک بے معنی چیز ہے۔ اطاعت کے اِس فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اور ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے **اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رَسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔** ...... ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ امر اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ یہاں تک کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے۔ اور اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الأحکام)

...... سوائے اس کے کہ شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی ہو۔ ہر حال میں اطاعت ضروری ہے اور اس حدیث میں بھی یہی ہے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ تم گھر بیٹھے فیصلہ نہ کرلو کہ یہ حکم شریعت کے خلاف ہے اور یہ حکم نہیں۔ ہوسکتا ہے تم جس بات کو جس طرح سمجھ رہے ہو وہ اس طرح نہ ہو۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں کہ معصیت کا حکم دے، گناہ کا حکم دے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ کوئی ایسا شخص عہدیدار بن ہی نہیں سکتا جو اس حد تک گر جائے اور ایسے احکام دے۔ تو بات صرف اس حکم کو سمجھنے، اس کی تشریح کی رہ گئی۔ تو پہلے تو خود اس عہدیدار کو توجہ دلاؤ۔ اگر نہیں مانتا تو اس سے بالا جو عہدیدار ہے، افسر ہے، امیر ہے، اس تک پہنچاؤ۔ اور پھر خلیفۂ وقت کو پہنچاؤ۔ لیکن اگر یہ تمہارے نزدیک برائی ہے تو پھر تمہیں یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ باہر اس کا ذکر کرتے پھرو۔ کیونکہ برائی کو تو وہیں روک دینے کا حکم ہے۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ نظام بالا تک پہنچاؤ اور اس کے فیصلے کا انتظار کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''یہ جو امارت اور خلافت کی اطاعت کرنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ امیر یا خلیفہ کا ہر ایک معاملہ میں فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ کئی دفعہ کسی معاملہ میں وہ غلطی کر جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ تو جب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں بھی غلطی کرسکتا ہوں تو پھر خلیفہ یا امیر کی کیا طاقت ہے کہ کہے مَیں کبھی کسی امر میں غلطی نہیں کرسکتا۔ خلیفہ بھی غلطی کرسکتا ہے لیکن باوجود اِس کے اُس کی اطاعت کرنی لازمی ہے ورنہ سخت فتنہ پیدا ہوسکتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ وفد بھیجنا ہے۔ خلیفہ کہتا ہے کہ بھیجنا ضروری ہے لیکن ایک شخص کے نزدیک ضروری نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ فی الواقع ضروری نہ ہو لیکن اگر اس کو اجازت ہو کہ وہ خلیفہ کی رائے نہ مانے تو اس طرح انتظام ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ تو انتظام کے قیام اور درستی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنی رائے پر زور نہ دیا جائے۔ جہاں کی جماعت کا کوئی امیر مقرر ہو وہ اگر دوسروں کی رائے کو مفید نہیں سمجھتا تو انہیں چاہئے کہ اپنی رائے کو چھوڑ دیں۔ اسی طرح جہاں انجمن ہو وہاں کے لوگوں کو سیکرٹری کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر ہی اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہوسکے سیکرٹری یا امیر کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسے سمجھانا چاہئے لیکن اگر وہ اپنی رائے پر قائم رہے تو دوسروں کو اپنی رائے چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ رائے کا چھوڑ دینا فتنہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں بہت ضروری ہے''۔

''...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (صحیح مسلم ٗ کتاب الامارۃ)۔ تو کون ہے ہم میں سے جو یہ پسند کرتا ہو کہ ہم آنحضرت ﷺ کے دائرہ اطاعت سے باہر نکلیں۔ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا۔ پس جب یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تو پھر عہدیداران کی، امراء کی اطاعت خالصتاً للہ اپنے اوپر واجب کرلیں۔ اور اگر نظام جماعت پر حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے خلیفۂ وقت تک بات پہنچائیں اور مناسب ہے کہ اس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں۔ بغیر نام کے شکایت پر غور نہیں ہوتا۔ اگر اصلاح چاہتے ہیں تو کھل کر سامنے آنا چاہئے۔ لیکن یاد رکھیں! آپ کو یہ قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے تو پھر حدیث کی روشنی میں آپ عہدیدار سے عدم تعاون کرکے، ان کی نافرمانی کرکے، خلیفہ وقت کی نافرمانی کررہے ہیں۔ اور پھر یہ سلسلہ اوپر تک بڑھتا چلا جائے گا۔ پس ہر ایک کی بقا اسی میں ہے کہ وہ اس عہد پر قائم رہے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہے گا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اگست 2003ء بمقام مئی مارکیٹ، منہائیم، جرمنی)

۞...... ایک اور موقعہ پر حضور انور نے اپنے تربیتی خطبات کے حوالہ سے افراد جماعت کو ایک بیش قیمت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''**ہر احمدی کو چاہئے کہ جب بھی کوئی نصیحت سنے یا خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی معاملے میں توجہ دلائی جائے تو سب سے پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھے۔** اگر اپنی اصلاح کرنی چاہتے ہیں، اگر معاشرہ سے گند ختم کرنا چاہتے ہیں، اگر خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنا چاہتے ہیں تو یہ تمام برائیاں ایسی ہیں۔ ان کو اپنے دلوں سے نکالیں۔ اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ہمیں توجہ دلائی ہے۔ پس یہ اہم بیماریاں ہیں جو انسان کے اپنے اندر سے بھی روحانیت ختم کرتی ہیں اور پھر شیطانیت کی دلدل میں دھکیل دیتی ہیں اور معاشرے کا امن وسکون بھی برباد کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزہ کتاب میں ان سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ ایک مومن ہر لحظہ پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کرتا چلا جائے۔

...... **یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر حکم کو ماننے کے لئے بلکہ ہر اشارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ **خلیفۂ وقت کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو ان باتوں پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں جن کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو تبھی بیعت کا حق ادا ہوسکتا ہے''۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/مئی 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

۞...... حضور انور نے متعدد بار اطاعتِ خلافت کو اطاعتِ نظام سے منسلک کرتے ہوئے ہر احمدی کے لئے نظام جماعت کی اطاعت لازمی قرار دی۔ اِس امر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک موقعہ پر حضور انور نے فرمایا:

''ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کے فضل جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اور جماعت بن کر رہنے کی وجہ سے ہیں، نظام جماعت کے ساتھ منسلک رہنے کی وجہ سے ہیں، اطاعت کے جذبے کے تحت ہر خدمت بجالانے کی وجہ سے ہیں۔ پس اس چیز کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور اطاعت نظام کا جذبہ پہلے سے بڑھ کر اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اطاعت نظام کے اعلیٰ نمونے دکھائے۔ **ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت خلافت، اطاعت نظام سے منسلک ہے۔** اگر کسی کا غلط رویہ دیکھیں، نظام جماعت کے کسی پرزے، کسی عہدیدار کی اصلاح چاہتے ہوں تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کرسکتے ہیں لیکن اطاعت سے انکار کسی طرح بھی قابل برداشت نہیں۔ جماعت احمدیہ پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بہت بڑا فضل ہے اور احسان ہے کہ خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس کو اپنے انعاموں میں سے ایک انعام کہا ہے۔ پس یہ انعام بھی اس لئے ہے کہ اس نے حق کا ساتھ دینا ہے۔ خلیفہ وقت کسی کی پارٹی نہیں ہوتا۔ کسی سے ایسا رویہ اختیار نہیں کرتا کہ یہ اظہار ہو رہا ہو کہ اس کی طرفداری کی جارہی ہے۔ اگر کوئی شکایت ہو تو خلیفۂ وقت کو اطلاع دی جاسکتی ہے۔ پس نئے احمدی بھی اور پرانے احمدی بھی یہ نمونے قائم کریں تو جماعتی ترقی میں ممد ومعاون ثابت ہوسکتے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 07/ستمبر 2007ء بمقام Martin Buber Schole Hall گروس گیراؤ۔ جرمنی)

شرطِ اطاعت میں لفظ معروف کی تشریح

اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ کامل ایمان رکھنے والے غیر مشروط اطاعت کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض کمزور طبع لوگ لفظ ''معروف'' کے حوالہ سے غیر مشروط اطاعت کے لئے خود کو تیار نہیں پاتے۔ اِس حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر شرائط بیعت میں درج دسویں شرط میں بیان فرمودہ ''اطاعت در معروف'' کی لطیف تشریح فرمائی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''دسویں شرط یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: 'یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو'۔

اس شرط میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم سے اس بات کا عہد لے رہے ہیں کہ گو کہ اس نظام میں شامل ہو کر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا تعلق اور رشتہ قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ۔ اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں۔ ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔ پھر فرمایا کہ: یہ خیال دل میں پیدا ہوسکتا ہے کہ رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو، کبھی مانو اور کبھی منواؤ کا اصول بھی چل جاتا ہے۔ تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ تم نے یہ اطاعت بغیر چون وچرا کئے کرنی ہے۔ کبھی تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہنے لگ جاؤ کہ یہ کام ابھی نہیں ہوسکتا، یا ابھی نہیں کرسکتا۔ جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کا کام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔ خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اور اللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔ تو قربانی کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔

بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔ غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا تاکہ لوگ اس کی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر144

مکرم عبدالرحیم زراغ صاحب

مکرم عبدالرحیم زراغ صاحب فرماتے ہیں:

میرا تعلق مراکش سے ہے۔میری پیدائش 1957ء میں ہوئی ۔مجھے لڑکپن سے ہی دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔پھر جب نوجوانی میں قدم رکھا تو میری کوشش ہوتی تھی کہ جب بھی کوئی نئی حدیث پڑھتا یا دین کی کوئی نئی بات سیکھتا تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا اور اس میں کامیابی میرے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتی ۔ دین سے محبت اور احکام قرآن اور اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی لگن سے سرشار میں اکتسابِ علوم دین کے معاملہ میں ابھی طفل مکتب ہی تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ بعض احادیث ضعیف بھی ہوتی ہیں جن پر عمل سنتِ نبوی پر عمل شمار نہ ہوگا۔اس بات نے مجھے ایک دفعہ تو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بالآخر بہت غور وفکر کے بعد مَیں نے فیصلہ کیا کہ سب کچھ چھوڑ کر صرف قرآن کریم کے احکام اور صحیح بخاری میں آنے والی احادیث پر عمل کروں گا۔لیکن دل میں اٹھنے والے بعض شکوک اور شبہات تقویت پکڑتے گئے اور یوں آہستہ آہستہ میرا ایمان کمزور ہونا شروع ہوگیا۔مَیں قبل ازیں باقاعدگی سے تہجد پڑھا کرتا تھا لیکن اب وہ بھی چھوٹ گئی۔ پہلے احادیث نبویہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا اس میں بھی سستی واقع ہوگئی۔ یوں اُس حلاوت ایمانی سے محروم ہوگیا جو مجھے اس سفر کی ابتدا میں نصیب ہوئی تھی۔

ایمانی پژمردگی کا سبب

{اس جگہ بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ درست ہے کہ بعض حدیثیں ضعیف بھی ہیں لیکن ان کی وجہ سے ایمان میں کمزوری اور پھر دین سے دوری بعید از قیاس ہے۔مکرم عبدالرحیم زراغ صاحب کے بیان کو آگے بڑھانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں مزید وضاحت کر دی جائے۔دراصل بات یہ ہے کہ اکثر مسلمان آج تک فہمِ قرآن کے لئے پرانی تفاسیر اور مختلف روایات پر انحصار کرتے ہیں، گویا عملی طور پر اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کے معارف صرف پرانے زمانے میں ظاہر ہوتے تھے اور اب یہ سلسلہ بند ہے۔حتی کہ علمیت کے دعوی کی بنیاد ہی انہی تفاسیر کے مطالعہ کو بنا دیا گیا ہے اگر کوئی کسی آیت کی نئی تفسیر یا نئے فہم کی بات کرتا ہے تو اس سے پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ پہلے یہ بتائیں آپ نے تفاسیر کی کون کونسی کتب پڑھی ہیں؟ یہ امر نہایت سنگین قسم کی غلطیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔گزشتہ تفاسیر سے جن آیات کے ظاہری تعارض کو دور نہ کرسکے تو ان میں سے بعض کو ناسخ اور بعض کو منسوخ سمجھا جانے لگا، اور ہر عالم کا فہم دوسرے سے مختلف ہونے کی بناء پر منسوخ آیات کی تعداد بھی مختلف ہوتی گئی، جو کسی کے نزدیک سو کسی کے نزدیک دوسو اور کسی کے نزدیک ایک ہزار سے بھی تجاوز کر گئی۔دوسری بڑی غلطی یہ ہوئی کہ فہم قرآن کو بعض روایات کی روشنی میں مقید کر دیا گیا۔ جو معکوس ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچا کہ بعض روایات کو قرآن پر فوقیت دے دی گئی اور ان کی بناء پر قرآنی آیات کو منسوخ اور محدود سمجھا جانے لگا۔یوں عملاً قرآن کی جگہ تفاسیر اور احادیث وروایات نے لے لی۔ایسی صورتحال میں جب کسی کو پتہ چلے کہ جن روایات پر اس کے عقیدہ کی بنا ہے ان میں سے بعض ضعیف ہیں تو وہ اپنے ایمان کے بارہ میں شکوک میں مبتلا ہوجائے گا اور اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ اس کا دینی جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔اس دینی بگاڑ کا حل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر پیش فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور پھر مختلف آیات کی وضاحت کر کے اس اشکال کو رفع فرمایا جس کی بنا پر انہیں منسوخ قرار دیا جا رہا تھا۔نیز آپ نے فرمایا کہ حدیث قرآن کی خادم ہے اس کو قرآن پر حاکم نہ بناؤ۔لہذا ہر حدیث کو قرآن پر پرکھو کیونکہ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات قرآن کریم کی تعلیمات کے خلاف ہو۔نیز آپ نے فرمایا کہ بعض احادیث میں پیشگوئیاں ہیں اور تاریخی واقعات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اگر ایسی حدیث میں ذکر ہونے والی پیشگوئی پوری ہوجائے تو یہ واضح دلیل ہے کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے جو آپ نے خدا سے علم پا کر بیان فرمائی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن :27-28) یعنی وہ عالم الغیب خدا غیب کی خبروں پر صرف رسولوں کو ہی آگاہ کیا کرتا ہے۔اس لحاظ سے یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ نعوذ باللہ یہ حدیث ضعیف ہے اور کسی نے اپنی طرف سے بنا کر جھوٹے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا اور اس جھوٹ کے باوجود یہ بات جس طرح مذکور تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی طور پر قرآنی تعلیمات کو ثریا سے لانے کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔افسوس کہ بعض مسلمان ابھی تک ان پرانے غلط خیالات کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔اس پس منظر میں مکرم عبدالرحیم زراغ صاحب کا دین سے بے رغبت ہو کر دور ہو جانا غلط طرز فکر کا منطقی نتیجہ ثابت ہوتا ہے۔اب دیکھتے ہیں آگے ان کے ساتھ کیا ہوا۔(ندیم)}

مکرم عبدالرحیم زراغ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

دین سے دُوری اور حلاوت ایمان سے محرومی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے میری پردہ پوشی فرمائی اور مَیں بُری محفلوں اور بُری صحبت سے بچا رہا۔اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہو کہ مَیں ایک اتھلیٹ تھا اور مجھے اپنے حلقہ احباب میں ایک خاص احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نیز معاشرے کے پڑھے لکھے طبقہ کے ساتھ میرے اچھے تعلقات تھے۔میں کئی دفعہ اپنی اس حالت پر غور کرتا ہوں تو اسی نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ یہ خدا کا خاص فضل تھا کہ اس نے مجھے بچائے رکھا ورنہ ان نام کے مسلمانوں نے تو کچھ کمی نہ کی۔مَیں اپنے علماء کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل رہا تھا لیکن انہوں نے مجھے دینی لحاظ سے مفلس بنا دیا۔ان میں سے بعض کو مَیں نہایت صالح و تقی سمجھتا تھا لیکن انہوں نے میری شرافت واخلاص کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔اگر مَیں ان کے پیچھے ہی چلتا رہتا تو شاید خود سوچنے سمجھنے کی طاقت سے محروم ہی رہتا۔

احمدیت سے تعارف

1994ء کی بات ہے مَیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا یونہی مختلف چینل دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا جس پر پروگرام لقاء مع العرب چل رہا تھا اور اس وقت دجال اور قرب قیامت کی علامات کے بارہ میں بات چل رہی تھی۔ مَیں بڑے انہماک سے سننے لگا۔ یہ پروگرام ہمارے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے شروع ہوتا تھا جو میرے لئے بہت مناسب تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا انداز بیان، اس پر ایک نیا فہم قرآن اور دیگر نئے مفاہیم سن کر مَیں تو حیران رہ گیا۔گو یہ معلومات میرے لئے نئی تھیں لیکن ساری کی ساری قرآن کے عین مطابق تھیں۔قرآنی آیات کی ایسی علمی اور مطمئن کرنے والی تفسیر مَیں نے پہلی مرتبہ سنی تھی ۔مَیں تو اس پروگرام کا دیوانہ ہوگیا اور روزانہ بے صبری سے اس کا انتظار کرتا، بلکہ اس کے بارہ میں میرا شوق اس حد تک بڑھا کہ مَیں ان پروگرامز کی آڈیو ریکارڈنگ کرنے لگا۔

اندھی تقلید کا شاخسانہ

مَیں نے مختلف اہم مسائل کے بارہ میں کیسٹس تیار کر کے لوگوں کو سنانا شروع کیں تا کہ وہ بھی ان علمی فتوحات میں میرے ہم خیال ہو جائیں۔لیکن ان کی طرف سے عجیب موقف سامنے آیا۔ان میں سے متعدد لوگوں نے مجھے کہا کہ ہم تو اپنے مولویوں کے پیچھے ہیں اگر تمہارے پیش کردہ معاملہ میں کوئی صداقت ہوتی تو ان بڑے بڑے علماء میں سے کوئی نہ کوئی ایمان ضرور لے آتا۔چونکہ یہ علماء دین کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور اگر انہوں نے اس امام مہدی کی تکذیب کی ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ شخص سچا نہیں ہے۔گویا وہ بزبان حال کہہ رہے تھے کہ انہیں ذاتی طور پر تو کوئی عقل نہیں ہے اس لئے آنکھیں بند کئے ان علماء کے پیچھے چلتے جائیں گے۔ ایسے لوگوں کا قول قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں محفوظ کیا ہے کہ وہ روزِ قیامت کہیں گے: رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (الاَحزاب: 68) یعنی اے ہمارے ربّ ہم اپنے بڑے بڑے لیڈروں کی پیروی کرتے رہے لیکن انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔اس وقت انہیں غلطی کا احساس ہوگا اور وہ کہیں گے کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک : 11) یعنی وہ کہیں گے اگر ہم (غور سے) سُنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم آگ میں پڑنے والوں میں شامل نہ ہوتے۔ان کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے ہدایت دی۔

دو رؤیا

جن دنوں مَیں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کے پروگرام لقاء مع العرب کی کیسٹس تیار کر کے لوگوں کو سننے کے لئے دیا کرتا تھا انہی ایام میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضور رحمہ اللہ کھانا تقسیم فرما رہے ہیں اور خود لوگوں کے پاس جا جا کر دے رہے ہیں۔جب مجھے ایک پلیٹ میں عطا کرتے ہیں تو مَیں اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی دینے کی کوشش کرتا ہوں۔اس پر آپ مجھے فرماتے ہیں: آپ خود سیر ہو کر کھائیں، ہم دوسرے تمام لوگوں کو خود دیں گے۔اور گھبرائیں نہیں کیونکہ کھانا بہت ہے۔

اس کی تعبیر یہ تھی کہ مَیں حضور انور کے روحانی مائدہ کی کیسٹس بنا کر لوگوں کو سناتا تھا لیکن وہ قبول نہ کرتے تھے۔اس کے بارہ میں یہ میری راہنمائی تھی کہ یہ مائدہ ختم نہیں ہوگا بلکہ جاری رہے گا اور مجھے خود یہ علوم سیکھنے چاہئیں باقی لوگوں تک پہنچانے اور ان کے قبول کرنے کے سامان اللہ تعالیٰ خود فرما دے گا۔

دوسرے رؤیا میں دیکھا کہ حضور رحمہ اللہ کسی سکول کا وِزٹ فرما رہے ہیں اور لوگوں کا ہجوم ٹوٹا پڑتا ہے۔وہ آپ کے تشریف لانے پر بہت خوش ہیں۔مَیں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ ہے مَیں اس بچے کو کچھ دیتا ہوں پھر حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مَیں آپ کے پروگرام دیکھتا ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آپ کہاں سکونت پذیر ہیں۔آپ دو دفعہ فرماتے ہیں: صبر کریں، صبر کریں۔اور یہاں رؤیا ختم ہوگیا۔

اس کی تعبیر یہ تھی کہ کچھ عرصہ صبر کرنا ہوگا پھر جماعت کی تبلیغ مراکش میں بھی پھیلے گی ۔اور ایسا ہی ہوا کہ ایم ٹی اے العربیہ اور عربی ویب سائٹ کے ذریعہ یہ تبلیغ ہر جگہ پہنچ گئی۔

علماء سے آخری سوال

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں بھی شروع میں اپنے علماء کو انبیاء کے علوم کا وارث اور دین کے محافظ سمجھتا تھا۔مَیں نے آخر میں بھی ان سے احمدیت کے بارہ میں رائے دریافت کی۔ان میں سے بعض نے تو جواب ہی نہ دیا۔بعض نے اپنے بعض معتقدین کے ذریعہ میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے یہ کہلا بھیجا کہ احمدیت سے دور رہو کیونکہ یہ کفار کی جماعت ہے۔نیز کہا کہ تقویٰ اختیار کرو ورنہ تم بھی اسلام سے خارج ہو جاؤ گے کیونکہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔مَیں نے اس کا یہی جواب دیا کہ مَیں ایسے لوگوں کو کافر کیونکر کہہ سکتا ہوں جن کی باتیں قرآن کے عین مطابق ہیں۔

استخارہ اور راہنمائی

علماء کی ان باتوں نے مجھے ان سے بہت دور کر دیا اور مَیں رفتہ رفتہ اس یقینِ راسخ تک پہنچ گیا کہ مرزا صاحب خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔اس کے باوجود مَیں کسی فیصلہ سے قبل اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طالب تھا۔لہذا مَیں نے استخارہ کیا اور سجدوں میں رو رو کر اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے اللہ مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ جماعت تیری اور تیرے سچے مہدی کی جماعت ہے۔تُو عالم الغیب ہے اگر تیری نظر میں مَیں فریب خوردہ ہوں اور دھوکہ میں پڑا ہوا ہوں تو خود مجھے اس جماعت کی طرف جانے سے روک دے اور اگر یہ جماعت سچی ہے تو میرا اس کی طرف سفر آسان کر دے۔اس رات مَیں نے اپنی مرحومہ والدہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مسجد میں سجدہ ریز ہیں، مَیں

نے ان کا انتظار کیا جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائیں تو مجھے فرمایا کہ مجھے دو فرشتوں نے بتایا ہے کہ تم حق پر ہو، لہذا اپنا سفر اسی نہج پر جاری رکھو۔ اس کے بعد میرے لئے حق واضح ہو گیا۔ اس وقت مجھے علم نہ تھا کہ بیعت کا کیا طریق ہے اور بیعت کرنا لازمی بھی ہے یا نہیں۔ بہرحال یہ 1999ء کی بات ہے جب مَیں نے ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ برطانیہ کی نشریات دیکھیں جن میں ایک روز عالمی بیعت بھی ہوئی اور مَیں نے اپنے دل میں ٹی وی کے ذریعہ ہی اس بیعت میں شامل ہو کر جماعت میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ اس کے بعد مَیں نے کمپیوٹر خریدا تو جماعت کی عربی ویب سائٹ پر رابطہ کیا۔ یوں مراکش کے بعض اور احمدیوں سے میرا تعارف ہو گیا اور بالآخر 2002ء میں ایک پاکستانی مبلغ مراکش تشریف لائے تو مَیں نے باقاعدہ طور پر بیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔

مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی برکت

مَیں ایک سادہ اور کم علم آدمی ہوں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدرسہ سے پڑھ کر خدا کے فضل سے اب یہ حالت ہے کہ گو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں اور اکثر مجھ سے تمسخرانہ انداز میں پوچھتے ہیں کہ اے احمدی بتاؤ کیا کوئی نئی تازی بات ہے؟ لیکن مَیں اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں احمدیت کی تبلیغ کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک متعصب دوست نے ایک دن مجھے کہا کہ تم بہت اچھے ہو، ساری زندگی ہمارے ساتھ ہمیشہ خوش اسلوبی سے پیش آتے رہے ہو، صرف ایک ہی خرابی ہے کہ تم اس جماعت میں داخل ہو گئے ہو جسے انگریز نے کھڑا کیا ہے۔ مَیں نے اسے کہا کہ تم پہلے شخص نہیں ہو جس نے یہ بات کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ نے کچھ لوگوں سے پوچھا کہ کیا مَیں نے تمہارے ساتھ کبھی جھوٹ بولا؟ انہوں نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اگر مَیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا مان لو گے۔ انہوں نے کہا جی ہاں کیونکہ آپ سے ہم نے صرف صدق ہی دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر سب آپ کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ سابقہ زندگی کا حسن سلوک، نیکی اور سچائی کا نتیجہ تو یہی ہونا چاہئے کہ مَیں اب بھی حق پر ہی ہوں نہ یہ کہ ساری زندگی سچائی کا دامن تھامنے کے بعد اب بڑھاپے میں مَیں نے جھوٹ کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر مَیں نے اس کو پڑھنے کے لئے بعض کتب دیں لیکن اس کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب نہیں سنا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ خدا نے مجھے احمدیت کے ذریعہ روحانی علوم کے خزانوں سے متعارف کروادیا ہے۔ اور یہ ایسی نعمت ہے جس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

مَیں اپنے گردونواح میں تبلیغ کرتا رہتا ہوں لیکن لوگ اپنے مخصوص خول سے باہر آنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ اس کے برعکس وہ مجھے تمسخرانہ انداز میں ''احمدی'' کے نام سے پکارتے ہیں، جب مَیں ان کی زبانی یہ سنتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ اے خدایا تو مجھے حقیقی رنگ میں احمدی بننے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کیمرون کے دوسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

کیمرون کے علاوہ نائیجیریا، ایکیٹوریل گنی اور چاڈ سے بھی وفود کی شمولیت

باجماعت نماز تہجد، درس اور مختلف موضوعات پر تقاریر۔
مجلس سوال و جواب کا انعقاد۔ للّٰہی اخوت و محبت کا خوبصورت ماحول

(رپورٹ: نسیم احمد بٹ۔ مبلغ نائیجیریا)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کیمرون کو اپنا دوسرا جلسہ سالانہ جمعہ، ہفتہ 25-26 فروری 2011ء بمقام مامفے (Mamfe) منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ کی تیاری کے لئے مکرم انجینئر ابراہیم بالا صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ اور باقاعدہ طور پر پروگرام تشکیل دیا گیا۔ جلسہ سالانہ کیمرون کی تشہیر کے لئے پوسٹرز چھپوا کر نائیجیریا اور کیمرون کے بارڈر پر چسپاں کر دیئے گئے تھے نیز مختلف جماعتوں کو بھی بھجوا دیئے گئے تھے تا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں ان کو آویزاں کر دیں۔ نیز دعوت نامے تیار کروا کر تقسیم کروائے گئے۔ اور گورنمنٹ آفیشلز سے ملاقات کر کے اس پروگرام کے لئے اجازت بھی حاصل کر لی گئی۔ نیز صوبائی حکومت کو بھی اطلاع کر دی گئی تھی۔ الحمدللہ ہر جگہ ہی گورنمنٹ کا تعاون دیکھنے کو ملا۔

مؤرخہ 24 فروری 2011 کو مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی سربراہی میں چالیس افراد پر مشتمل قافلہ جبکہ مکرم محمد عیسیٰ صاحب صدر جماعت چاڈ کی سربراہی میں تین افراد پر مشتمل قافلہ بھی کیمرون پہنچا۔

نائیجیریا میں اس جلسہ کی کامیابی کے لئے جلسہ سالانہ سے تین دن قبل ایک گائے کی قربانی دی گئی۔ جبکہ مامفے (Mamfe) میں بھی دو بکروں کی قربانی جلسہ سالانہ سے قبل دی گئی۔ الحمدللہ جلسہ سالانہ سے قبل ہی نظامت ضیافت نے اپنے کام کا آغاز کر دیا تھا۔ ہر آدمی اپنی ڈیوٹی پر مستعد تھا اور پوری طرح خدمت کے جذبہ سے سرشار اپنے فرائض کی انجام دہی میں لگا ہوا تھا۔

جلسہ سالانہ کے افتتاح سے قبل ہی اسٹیج اور مسجد الہدیٰ کو خوبصورت طریق پر سجا دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد الہدیٰ مامفے (Mamfe) شہر کی خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ایک ہے۔

25 فروری کو باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد مکرم معلم محمد ڈینگا صاحب نے "The excellent Character of the Holy Prophet (SAW)" کے موضوع پر درس دیا۔ نماز جمعہ مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے پڑھائی۔ جس میں جلسہ سالانہ کی غرض و غایت، مہمانان کرام کو ڈیوٹی پر مقرر افراد سے تعاون اور ڈیوٹی پر مامور افراد کو صبر و ہمت سے کام کرنے کے بارے میں نصائح فرمائیں۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز تو نماز جمعہ کے ساتھ ہو گیا تھا اب باقاعدہ طور پر پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم نظم اور قصیدہ کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے افتتاحی تقریر میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ دعائیں جو آپ نے شاملین جلسہ کے حق میں کی ہیں پڑھیں۔

اس کے بعد پہلی تقریر خاکسار (نسیم احمد بٹ) نے ''Importance and History of Jalsa Salana'' کے عنوان پر کی۔ اس تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے جلسوں اور خاص طور سے افریقن ممالک کے جلسوں کی تاریخ اور برکات کے بارے میں بتایا گیا۔

اس کے بعد دوسری تقریر مکرم معلم عبدالہادی صاحب نے "The Prophecy of Hazrat Musleh-i-Maud (RA)" کے عنوان پر کی۔ جس میں پیشگوئی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مختلف لوگوں کی آراء بیان کی گئیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ وہی مصلح موعود تھے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ ہر دو تقاریر کا فرنچ اور ہاؤسا زبانوں میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

اس اجلاس کی اختتامی دعا سے قبل اطفال و ناصرات نے مل کر اردو نظم ''لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں'' پڑھی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے دعا کروائی اور یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس سال جلسہ سالانہ کیمرون کے موقعہ پر پہلی بار صدر مجلس انصار اللہ نائیجیریا، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا اور صدر لجنہ اماء اللہ نائیجیریا نے شمولیت کی سعادت پائی۔ نیز باقاعدہ طور پر ان ذیلی تنظیموں کے اجلاسات بھی منعقد ہوئے۔ اس موقعہ پر احباب جماعت کو بتایا گیا کہ ہر تنظیم اپنے اجلاسات باقاعدگی سے کرے۔ اس موقعہ پر شاملین نے بہت سے سوالات بھی کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ان تنظیموں کے لائحہ عمل اور انتظامی ڈھانچوں کی بابت بھی احباب کو بتایا گیا تا کہ کیمرون میں بھی ان تنظیموں کو منظّم کیا جا سکے۔

رات کے کھانے کے بعد تقریباً 9:00 بجے مجلس سوال و جواب شروع ہوئی جس میں حاضرین کے سوالات کے جوابات مکرم امیر صاحب نائیجیریا، مکرم استاد سعید تمیمی صاحب سیکرٹری تبلیغ نائیجیریا، مکرم خلیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا اور خاکسار نے دیئے۔ مجلس بہت دلچسپ رہی۔ اس مجلس میں نومبائعین نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور مختلف سوالات بھی پوچھے تا علم میں اضافہ ہو۔ اس مجلس میں کئے گئے سوالات و جوابات کا ترجمہ فرنچ، ہاؤسا اور ایک لوکل زبان باموّ (Bamu) میں ساتھ ساتھ کیا جاتا رہا۔

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم معلم عبدالکبیر صاحب نے "Importance of Financial Sacrifice" کے عنوان پر درس دیا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کے اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے کی۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد اطفال و ناصرات نے مل کر ''علیک الصلوٰۃ علیک السلام'' اور ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' نظمیں بہت خوبصورت انداز میں پیش کیں۔

اس کے بعد مکرم عیسیٰ احمدو (Isa Ahmadu) صاحب صدر جماعت کیمرون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام جو اس موقع کے لئے بھجوایا گیا تھا حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ جس کا فرنچ اور ہاؤسا زبانوں میں مکمل ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

آج کے دن کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر سعید تمیمی صاحب نے "Khilafat: Hope for unification of Muslim Ummah and Global Peace" کے عنوان پر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے قرآن و حدیث نیز ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں ضرورت خلافت کے مسئلہ اور عصر حاضر میں امن کے خلافت سے وابستہ ہونے کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

دوسری تقریر مکرم عبدالخالق نیر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا نے "HolyProphet Muhammad (SAW) Rahmatul lil Alameen" کے عنوان پر کی۔ اس تقریر میں قرآن و حدیث نیز ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا تھا۔ ہر دو تقاریر کا فرنچ اور ہاؤسا زبانوں میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

اس کے بعد کیمرون کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے آئمہ کرام جن میں امام آف Fumban، امام آف Loem، امام آف Bamida، امام آف Kumba، چیف آف Loem شامل تھے اور مامفے (Mamfe) کے ایک عیسائی دوست مکرم Mr Aaren Enow Nkenghu صاحب نے جماعت احمدیہ کیمرون کو جلسہ سالانہ منعقد کرنے پر مبارکباد دی اور اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

جس ہوٹل میں نائیجیریا اور چاڈ کے وفود کا قیام تھا اس کے مینیجر نے جو مذہباً عیسائی ہیں اپنے تأثرات میں کہا کہ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلام کی تعلیم کتنی خوبصورت ہے۔ جس میں والدین کے حقوق اور عزت کے بارے میں جو بیان ہے بہت ہی عمدہ ہے۔ اور اسلام امن کا گہوارہ ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کے اس پروگرام میں مجھے شمولیت کا موقع ملا ہے۔

مکرم محمد عیسیٰ صاحب صدر جماعت چاڈ نے کہا کہ آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہئے یہی اسلامی تعلیم ہے۔ اور جلسہ ہمیں سیکھنے کا موقع دیتا ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کرنا چاہئے۔ میری دعا ہے کہ ہم چاڈ میں بھی جلد از جلد جلسہ سالانہ کا انعقاد کر سکیں۔ آمین

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے اختتامی تقریر میں کہا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ اور آپ کی تکالیف کو دور فرمائے۔ ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کیمرون پر ہمیشہ اپنا فضل نازل فرماتا رہے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔ آخر پر مَیں یہی کہوں گا کہ جزاکم اللہ خیراً''۔

اس کے بعد مکرم محمد ابراہیم بالا صاحب صدر جماعت کیمرون نے سب احباب کا شکریہ ادا کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں شاملین کے حق میں پڑھیں۔

آخر پر مکرم عبدالخالق نیر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا نے دعا کروائی اور کیمرون کا یہ دوسرا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ کیمرون میں کیمرون کے بیس مقامات کے علاوہ نائیجیریا، اکٹوریل گنی اور چاڈ سے بھی افراد جماعت نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ مختلف علاقوں سے خراب راستوں پر سفر کی صعوبتوں کے باوجود لوگ دور دور سے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ سب سے طویل سفر چاڈ کے وفد نے کیا جو تقریباً 2000 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچا۔ اس جلسہ سالانہ میں کل ''1015'' احباب جماعت نے شمولیت اختیار کی۔ جبکہ اس جلسہ سالانہ میں پندرہ نومبائع ائمہ کرام نے بھی شرکت کی توفیق پائی۔ الحمدللہ

اس دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کیمرون کے فرنچ بولنے والے علاقوں میں سے تیرہ (13) مقامات جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے سے احمدی احباب نے اس جلسہ سالانہ میں شرکت

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو“

ایک احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُسے ان الفاظ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائے ہیں، ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ ان پر غور کرنا چاہئے۔ ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرائض اور ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدا کو کبھی نہ بھولیں۔ نمازیں وقت پر ادا ہوں اور ڈیوٹی کے دوران ذکر الٰہی اور دعاؤں سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔

روحانی نظام میں اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اطاعت کی بنیاد ہے۔

خلافت احمدیہ کی طرف سے کبھی خلاف احکام الٰہی کوئی بات نہیں کی جاتی۔ اگر ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ خلافت کا سلسلہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے تو اس یقین پر بھی قائم ہونا ہوگا کہ کوئی غیر شرعی حکم خلافت سے ہمیں نہیں مل سکتا۔
اسی طرح سے نظام جماعت بھی ہے جب وہ خلافت کے نظام کے تحت کام کر رہا ہے تو کوئی غیر شرعی حکم نہیں دے گا۔

جب خلافت کے استحکام کے لئے ایک احمدی دعا کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنے لئے بھی یہ دعا کرے کہ مَیں اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے والا بنوں۔

بعض دفعہ بعض لوگ اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نظام جماعت پر بداعتمادی کا اظہار بھی کر جاتے ہیں اور اس انعام سے محروم ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اب چودہ سو سال بعد عطا فرمایا۔

مَیں عہدیداران جماعت سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ خلافت کے حقیقی نمائندے تبھی کہلا سکتے ہیں جب انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22؍اپریل 2011ء بمطابق 22؍شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 293۔ حاشیہ)

ایک احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُسے ان الفاظ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائے ہیں، ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ ان پر غور کرنا چاہئے۔ ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب ایک احمدی یہ کر رہا ہوگا تو تبھی وہ اُسے بیعت کا حق ادا کرنے والا بناتا ہے۔ ورنہ تو صرف ایک دعویٰ ہے کہ ہم احمدی ہیں۔ وہ سچائی اور ایمان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لانا چاہتے ہیں یا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے، جس سے دلوں میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے، یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، جیسا کہ آپ کے اس فقرے سے ظاہر ہے کہ ”سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے“ یعنی یہ سچائی اور ایمان اور تقویٰ کا زمانہ کسی وقت میں تھا جو اَب مفقود ہو گیا ہے اور اس کو پھر لانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سچائی اور ایمان اور تقویٰ کے قیام کا یہ زمانہ اپنی اعلیٰ ترین شان کے ساتھ اُس وقت آیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیج کر شریعت کو کامل کرتے ہوئے ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4)“ کا اعلان فرمایا تھا کہ آج مَیں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ یہ اعلان جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا تو وہ وقت تھا جب یہ سب کچھ قائم ہوا۔ پس اس بات میں تو کسی احمدی کو ہلکا سا بھی شائبہ نہیں، نہ کبھی خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی چیز لے کر آئے ہیں اور نہ کوئی احمدی کبھی ایسا سوچ سکتا ہے۔ آپ نے تو اُس سچائی، اُس ایمان اور اُس تقویٰ کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے قرآنِ کریم کی پیشگوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنا تھا اور آئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی اور جس سے مسلمان اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے محروم کر دیئے گئے تھے۔

پس ہم احمدی جب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم نے وہ ایمان اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کی تعلیم قرآنِ کریم نے دی تھی اور جو صحابہ نے اپنے اندر پیدا کیا ہے؟ کیا ہم نے اُس سچائی کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی یا کر رہے ہیں جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مومنین کی ایک کثیر تعداد نے اپنے اندر انقلاب لاتے ہوئے پیدا کیا؟ کیا ہم نے اپنے دلوں میں وہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جس کا ذکر ہم صحابہ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِم کی سیرت میں سنتے اور پڑھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی زندگی میں اپنے صحابہ کی زندگی میں یہ انقلاب پیدا فرمایا تھا جس کا ذکر مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات جب بیان کرتا ہوں تو اُس حوالے سے کرتا رہتا ہوں۔

یہ فقرہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ ”مَیں بھیجا گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو“ اس کے آگے پھر چند سطریں چھوڑ کر آپ فرماتے ہیں کہ ”سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں“۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن۔ جلد 13۔ صفحہ 293۔ حاشیہ)

یعنی آپ کے وجود کی، آپ کی ذات کی اصل اور بنیادی وجہ ہیں۔ پس جب آپ اپنے ماننے والوں کو ایک جگہ مخاطب کر کے یہ فرماتے ہیں کہ ”میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو“۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34) تو یہ کام جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے، یہ کام کرنے والے ہی آپ کے وجود کی سرسبز شاخ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے وجود کا یہی بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک شیریں اور میٹھے پھلدار درخت کی کچھ شاخیں زہریلے پھل دینے لگ جائیں یا سوکھی شاخیں اُس

درخت کا حصہ رہیں۔ سوکھی شاخوں کو تو کبھی اُس کا مالک جو ہے رہنے نہیں دیتا بلکہ کاٹ کر علیحدہ کر دیتا ہے۔ پس بہت خوف کا مقام ہے۔ ہمیں ہر وقت ذہن میں یہ رکھنا چاہئے کہ بیعت کے بعد ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ جو تو نئے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو رہے ہیں، اُن کے واقعات اور حالات جب مَیں سنتا ہوں یا خطوں میں پڑھتا ہوں تو اپنے ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن بعض وہ جن کے باپ دادا احمدی تھے ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں، جب بعض دفعہ ان کے بعض حالات کا پتہ چلتا ہے کہ بعض کمزوریاں پیدا ہو رہی ہیں تو دُکھ اور تکلیف ہوتی ہے کہ اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف اُس طرح توجہ نہیں ہے جس طرح ہونی چاہئے۔ پیدائشی احمدی ہونا بعض دفعہ بعض لوگوں میں سستیاں پیدا کر دیتا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے کہ کیا ہم کہیں ایسی سستیوں کی طرف تو نہیں دھکیلے جا رہے جو کبھی خدا نہ کرے، خدا نہ کرے واپسی کے راستے ہی بند کر دیں، یا ہم صرف نام کے احمدی کہلانے والے تو نہیں ہو رہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشادات میں، اپنی تحریرات میں متعدد جگہ اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ احمدیت کی حقیقی روح تبھی قائم ہو سکتی ہے جب ہم اپنے جائزے لیتے رہیں اور ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہو۔ آپ ہم میں اور دوسروں میں ایک واضح فرق دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں بار بار اور کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ظاہر نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونوں مشترک ہیں۔ تم بھی مسلمان ہو۔ وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کلمہ گو ہو۔ وہ بھی کلمہ گو ہیں۔ تم بھی اتباعِ قرآن کا دعویٰ کرتے ہو۔ وہ بھی اتباعِ قرآن ہی کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تو تم اور وہ دونوں برابر ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو اور دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلی حالت کی دلیل نہ ہو''۔ (فرمایا کہ دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی تبدیلی ہو اور اس کی پھر دلیل ہو۔ یہ نظر بھی آ رہا ہو کہ دعویٰ میں جو عملی تبدیلی ہے اس کا واضح طور پر اظہار بھی ہو رہا ہے جو اُس کی دلیل بن جائے) پھر فرمایا کہ ''اس واسطے اکثر اوقات مجھے اس غم سے سخت صدمہ پہنچتا ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 5۔ صفحہ نمبر 604۔ جدید ایڈیشن۔)

فرمایا ''اللہ تعالیٰ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو۔ اور دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلیٔ حالت کی دلیل نہ ہو۔ اس واسطے اکثر اوقات مجھے اس غم سے سخت صدمہ پہنچتا ہے''۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے عملی ثبوت چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم خود اپنی حالتوں کے یہ جائزے لیں تو زیادہ بہتر طور پر اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے کے کہنے سے بعض دفعہ انسان چِڑ جاتا ہے یا بعض دفعہ سمجھانے سے انانیت کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے اور اپنے جائزے لینے کے لئے یہ مدّنظر رکھنے کی ضرورت ہے، ہر وقت یہ ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں نے ایک عہدِ بیعت باندھا ہوا ہے جس کو پورا کرنا میرا فرض ہے تو پھر انسان اپنا محاسبہ بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ ایک احمدی چاہے وہ جتنا بھی کمزور ہو، پھر بھی اس کے اندر نیکی کی رمق ہوتی ہے اور جب بھی احساس پیدا ہو جائے تو نیکی کے شگوفے پھوٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہر ایک کو اعمال کے پانی سے اس نیکی کو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کو تر و تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد کو محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ جن کو احساس ہو جائے اُن کی حالت دیکھتے ہی دیکھتے سوکھی ٹہنی سے سرسبز شاخ میں بدلنا شروع ہو جاتی ہے۔ کئی مجھے خط لکھتے ہیں، خطوں میں درد ہوتا ہے کہ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی آ جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس جو بھی اپنے احساس کو ابھارنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو ماں سے بھی بڑھ کر اپنے بندے کو پیار کرنے والا ہے، اپنی طرف آنے والے کو دوڑ کر گلے سے لگاتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک سنہری موقع ہمیں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کا عطا فرمایا ہے، اس سے ہم اگر صحیح طور پر فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو یہ ہماری بدنصیبی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صدمے اور درد کا جو اظہار فرمایا ہے وہ اُس وقت فرما رہے ہیں جبکہ آپ سے براہِ راست فیض پانے والے آپ کے صحابہ موجود تھے، جن کے معیار کے نمونے جب ہم سنتے اور پڑھتے ہیں تو رشک آتا ہے کہ کیا کیا انقلاب اُن لوگوں نے اپنے اندر پیدا کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درد دیکھیں۔ آپ کا معیارِ تقویٰ دیکھیں جو آپ اپنے ماننے والوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت بھی آپ بعض کی حالت دیکھ کر فرما رہے ہیں کہ مجھے اس غم سے سخت صدمہ پہنچتا ہے تو ہماری کمزوری کی حالت کس قدر صدمہ پہنچانے والی ہے۔ گو آپ آج ہم میں اس طرح موجود نہیں ہیں لیکن ہماری حالتوں کو تو اللہ تعالیٰ آپ پر ظاہر فرما سکتا ہے کہ کس کس صحابی یا بزرگ یا آپ کے قریبیوں کی اولاد کی کیا کیا حالت ہے؟ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں گندے ماحول سے بچ کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی دنیا چھوڑ کر مسیح کے دامن سے جُڑ کر اس عہد کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے رہے کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، اُن میں سے بعض کے بچوں کی دینی حالت کمزور ہو گئی ہے اور بعضوں کو اُس کی فکر بھی نہیں ہے۔ پس ہمیں اپنی حالت سنوارنے کے لئے اپنے بزرگوں کے حالات کی اس نیت سے جُگالی کرتے رہنا چاہئے کہ ہمارے سامنے ایک مقصد ہو جسے ہم نے حاصل کرنا ہے۔ اُن کی زندگی کے پہلوؤں پر غور کرنا چاہئے۔ اُن کی بیعت کی وجوہات معلوم کرنی چاہئیں، تبھی ہم کسی مقصد کی طرف جانے والے ہوں گے اور اُن کی خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

ابھی چند دن ہوئے ہمارے ایک پُرانے بزرگ عبدالمغنی خان صاحب کے بیٹے مجھے اُن کے بارے میں بتا رہے تھے کہ انہوں نے علیگڑھ یونیورسٹی سے کیمسٹری کے ساتھ بی۔ ایس۔ سی کی۔ اور اُس زمانے میں عام طور پر مسلمان لڑکے سائنس کم پڑھتے تھے۔ تو وائس چانسلر نے کہا کہ تم نے یہ مضمون بھی اچھا لیا ہے اور اعلیٰ کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ ہم تمہیں یونیورسٹی میں جاب دیتے ہیں۔ آگے پڑھائی بھی جاری رکھنا۔ اُن کے والد صاحب نے کسی انگریز دوست سے سفارش کی ہوئی تھی (اُس زمانے میں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی) تو اُس نے بھی انہیں کسی اچھے جاب کی آفر کی۔ پھر اُن کو یہ مشورہ بھی ملا کہ ہوشیار ہیں، انڈین سول سروس کا امتحان دے کر اُس میں شامل ہو جائیں۔ خان صاحب اُن دنوں قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا زمانہ تھا۔ اُن کو آپ نے تمام باتیں پیش کیں اور ساتھ ہی عرض کی کہ حضور! مَیں تو دنیا داری میں پڑنا نہیں چاہتا۔ مَیں تو قادیان میں رہ کر اگر قادیان کی گلیوں میں مجھے جھاڑو پھیرنے کا کام بھی مل جائے تو اُسے ان اعلیٰ نوکریوں کے مقابل پر ترجیح دوں گا۔ تو ایسے ایسے بزرگ بھی تھے جنہوں نے آگے صحابہ سے فیض پایا۔ پھر آپ کو اس کے بعد سکول میں سائنس ٹیچر لگایا گیا۔ پھر آپ ناظر بیت المال مقرر ہوئے۔ غالباً پہلے ناظر بیت المال تھے۔ بہر حال پُرانے بزرگ اور خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تھے لیکن چند ایک کی کمزور حالت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہمیں دلی صدمہ پہنچتا ہے۔

پس ہمیں اپنی حالتوں کی طرف دیکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ہم دیکھیں کہ ہم کس کی اولادیں ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے اندر کیا پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اس بات پر اگر ہم غور کریں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کے نام کو بٹّہ نہیں لگنے دینا تو یہ خود اصلاحی کا جو طریق ہے یہ زیادہ احسن رنگ میں ہمارے تقویٰ کے معیار بلند کرے گا۔ ہمیں نیکیوں کے بجا لانے کی طرف راغب کرے گا۔ اور زندہ قوموں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ اُن کے پُرانے بھی اپنی قدروں کو مرنے نہیں دیتے اور خوب سے خوب تر کی تلاش کرتے ہیں، اپنے معیار بلند کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور نئے آنے والے بھی ایک نئی روح کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پُرانوں کے اعلیٰ معیار دیکھتے ہیں تو مزید مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے اور یوں نیکیوں کے معیار قومی سطح پر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پس جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اپنی حالتوں کو بھی بدلنا ہے اور دنیا میں بھی ایک انقلاب پیدا کرنا ہے تو اس کے لئے مستقل جائزے لینے ہوں گے۔ صرف اپنے جائزے نہیں لینے ہوں گے۔ اپنے بیوی بچوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی حالت اور اس کے قول و فعل کی سب سے زیادہ رازدار ہوتی ہے۔ اگر مَرد صحیح ہوگا تو عورت بھی صحیح ہوگی، ورنہ اُسے آئینہ دکھائے گی کہ میری کیا اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہو پہلے اپنی حالت کو تو بدلو۔ پس عورتوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ مَردوں کی اپنی حالتوں میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا ہوں۔ ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو اگلی نسلوں کی اصلاح کی بھی ضمانت مل جاتی ہے۔ پس اگلی نسلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے، اُنہیں دین پر قائم رکھنے کے لئے مَردوں کو اپنی حالت کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ عورت اور مرد کے جو نمونے ہیں، ماں باپ کے جو نمونے ہیں، خاوند بیوی کے جو نمونے ہیں یہ بچوں کو بھی اس طرف متوجہ رکھیں گے کہ ہمارا اصل مقصد دنیا میں ڈوبنا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ نعوذ باللہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بہت کمزوریاں تھیں اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنا پڑا یا اُن کی کچھ تعداد بھی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے چند ایک ہی شاید ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

علیہ الصلوۃ والسلام کے معیار پر پورا نہ اُترتے ہوں لیکن آپ چند ایک میں بھی کمزوری نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اُسی مجلس میں جہاں آپ نے بعض لوگوں کو دیکھ کے اپنے صدمے کا ذکر فرمایا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ’’ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلدنمبر5صفحہ نمبر605۔جدید ایڈیشن)

پس یہ جوشِ ایمان دکھانے والے بھی بہت تھے بلکہ اکثریت میں تھے، بلکہ ہمیں تو یہ کہنا چاہئے کہ ہمارے مقابلے میں تو سارے کے سارے تھے۔ لیکن نبی اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار دیکھنا چاہتا ہے اور ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں، یہ جو ہمارا دور ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ہی دور ہے۔ ابھی بہت سی پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی پوری ہونی ہیں۔ آپ سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے فرمائے تھے بہت سے ابھی پورے ہونے والے ہیں۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان وعدوں کو جلد از جلد اپنی زندگیوں میں پورا ہوتا دیکھیں تو ہمیں اپنے صدق و ایمان اور تقویٰ کے معیار پر نظر رکھنی ہوگی۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں جماعتی ترقی دکھائے تو ہمیں اُس کی رضا کے حصول کے لئے بھی کوشش کرنی ہوگی۔

یہ بھی بتا دوں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے بہت سے لوگ ہیں اور وہ اگلی نسلوں میں بھی یہ روح پھونک رہے ہیں۔ مَیں نے ایک دفعہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے اس فکر کا اظہار کیا تھا کہ لاہور کے واقعہ کے بعد خدّام یا شاید صفِ دوم کے انصار بھی جو جماعتی عمارتوں اور مساجد میں ڈیوٹی دیتے ہیں، اُن میں سے بعض کے متعلق یہ اطلاع ہے کہ ایک لمبا عرصہ ڈیوٹی دینے کی وجہ سے اُن کی طرف سے تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے یا عدمِ دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نظام کو کچھ اور طریقے سے اس بارہ میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ تو یہ بات جب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے خدام تک پہنچائی تو مجھے خدام کی طرف سے، پاکستان کے خدام کی طرف سے اخلاص و وفا سے بھرے ہوئے کئی خطوط آئے کہ ہم اپنے عہد کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہیں۔ نہ ہم پہلے تھکے تھے اور نہ انشاء اللہ آئندہ کبھی ایسی سوچ پیدا کریں گے کہ جماعتی ڈیوٹیاں ہمارے لئے کوئی بوجھ بن جائیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسی طرح عورتوں کے خطوط آئے کہ ہمارے بھائی یا خاوند یا بیٹے اپنے کاموں سے آتے ہیں تو فوراً جماعتی ڈیوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور ہم بخوشی اُنہیں رخصت کرتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکیلے رہ کر بھی کسی قسم کا خوف نہیں۔ پس یہ اخلاص و وفا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جوشِ ایمان کی وجہ سے ہے۔ اس بارہ میں یہ بھی یاد رکھیں کہ ان فرائض اور ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدا کو کبھی نہ بھولیں۔ نمازیں وقت پر ادا ہوں اور ڈیوٹی کے دوران ذکرِ الٰہی اور دعاؤں سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔ ہماری سب سے بڑی طاقت خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمیں جو مدد ملنی ہے وہ خدا تعالیٰ سے ملنی ہے۔ ہماری تو معمولی سی کوشش ہے جو اُس کے حکم کے ماتحت ہم کر رہے ہیں۔ جو کرنا ہے وہ تو اصل میں خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ سے چمٹ جائیں گے تو خدا خود دشمن سے بدلہ لے گا۔ اُس کے ہاتھ کو روکے گا۔ پس دعاؤں میں کبھی سست نہ ہوں اور پھر ان عبادتوں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کا اثر عام حالت میں بھی عملی طور پر ہر ایک کی شخصیت سے ظاہر ہو رہا ہو تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے معیار کو پا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) تقویٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں‘‘۔ (ڈرتے اور خوفزدہ رہتے ہیں۔) (ملفوظات جلدنمبر5صفحہ نمبر606۔ جدید ایڈیشن)

پس یہ ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خوف ہے جو بندے کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اُسے دنیاوی خوفوں سے بچا کر بھی رکھتا ہے۔ پس ایک احمدی کو اگر کوئی خوف ہونا چاہئے تو خدا تعالیٰ کا کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بُزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد20صفحہ 309)

پس یہ ہے ایمان کا معیار جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ یہ معیار ہم اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں۔

یہاں اطاعت کا بھی ذکر آیا تھا، اس وقت مَیں اطاعت کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اطاعت کے کسی درجہ سے بھی محروم نہ ہو۔ اطاعت کے مختلف درجے ہیں یا مختلف صورتیں ہیں جن پر ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔ اطاعت کے مختلف معیار ہیں۔ نظامِ جماعت کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا بھی اطاعت ہے۔ اسی طرح اور بہت ساری چیزیں انسان سوچتا ہے اور ایک نظام میں سموئے جانے کے لئے اور نظام پر پوری طرح عمل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننے کے لئے ایک اطاعت ہی ہے جس کی طرف نظر رہے تو اس کے قدم آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

مثلاً اطاعت کا معیار ہے۔ اس کی ایک معراج جو ہے وہ ہمیں جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول میں نظر آتی ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تار آئی کہ فوری آ جاؤ تو آپ اپنے مطب میں (اپنے کلینک میں) بیٹھے تھے۔ وہیں سے جلدی سے روانہ ہو گئے۔ یہ بلاوا اُسی شہر سے نہیں آ رہا تھا کہ اُسی طرح اُٹھ کے چلے گئے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام دہلی میں تھے اور حضرت خلیفہ اولؓ قادیان میں۔ گھر والوں کو پیغام بھیج دیا کہ مَیں جا رہا ہوں۔ کوئی زادِ راہ، کوئی خرچ، کوئی کپڑے، کوئی سامان وغیرہ کی پیکنگ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ سیدھے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ گاڑی کچھ لیٹ تھی تو ایک واقف شخص ملا۔ امیر آدمی تھا۔ اُس نے اپنے مریض کو دکھانا چاہا اور درخواست کی۔ گاڑی لیٹ ہونے کی وجہ سے آپ نے مریض کو دیکھ لیا۔ اور اس مریض کو دیکھنے کی آپ کو جو فیس ملی، وہی آپ کا سفر کا خرچ بن گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتظام فرما دیا اور اپنے آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اور جب وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس طرح نہیں فرمایا تھا کہ فوری آ جائیں۔ تار لکھنے والے نے تار میں لکھ دیا تھا کہ فوری پہنچیں۔ لیکن کوئی شکوہ نہیں کہ اس طرح مَیں آیا، کیوں مجھے تنگ کیا بلکہ بڑی خوشی سے وہاں بیٹھے رہے۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ نمبر285)

تو یہ اطاعت کا اعلیٰ درجے کا معیار ہے کہ ہر سوچ اور فکر، حکم کے آگے بے حیثیت ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی یہ سلوک ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ساتھ ساتھ انتظامات بھی فرما دیئے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتا ہے۔ پس یہ ہمارے لئے بھی اسوہ ہے۔

پھر نظامِ جماعت ہے۔ اس میں چھوٹے سے چھوٹے عہدیدار سے لے کر خلیفۂ وقت تک کی اطاعت ہے۔ اور اصل میں تو یہ تسلسل ہے اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3صفحہ 49مسند ابی ہریرۃ حدیث نمبر7330عالم الکتب بیروت 1998)

پس نظامِ جماعت کی اطاعت، اطاعت کے بنیادی درجے کے حصول کے لئے چھوٹی سے چھوٹی سطح پر بھی انتہائی ضروری ہے۔ کسی بھی جماعت یا اگر دنیاوی لحاظ سے دیکھیں تو کسی دنیاوی تنظیم یا حکومت کو چلانے کے لئے بھی ایک نظام ہوتا ہے اور اُس کی ضرورت ہوتی ہے، اُس کے بغیر نظام چل نہیں سکتا۔ دنیاوی حکومتوں میں بھی ہر درجے پر اُس کے نظام چلانے کے لئے کچھ قانون اور قواعد ہوتے ہیں اور اُن کی پابندی کرنا ضروری ہوتی ہے۔ اور حکومتوں کے پاس چونکہ طاقت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے نظام کی پابندی اپنی اس طاقت اور اُن قوانین کے تحت کرواتی ہیں جو انہوں نے وضع کئے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک روحانی نظام میں اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اطاعت کی بنیاد ہے۔ اس لئے یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر درجے پر اطاعت کرنے والے میرے پسندیدہ ہیں۔ پس نظامِ جماعت کے چھوٹے سے چھوٹے درجے سے لے کر اوپر تک جو نظام کی اطاعت کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ سے جو خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اور قرآنِ کریم میں مومنین کی جماعت سے جس خلافت کے جاری رہنے کا وعدہ فرمایا ہے اُس کی واحد مثال اس وقت جماعت احمدیہ میں ہے۔ لیکن اس آیت سے پہلے جو آیتِ استخلاف کہلاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے، اس آیت سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ یہ بھی فرماتا ہے کہ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ۔ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (النور:54) اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں والی اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مومن کس طرح اطاعت کرتے ہیں۔ چونکہ جب وہ سنتے ہیں تو وہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں۔ اسی کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ ہماری مرضی کے خلاف بھی بات ہو یا ہمارے موافق بات ہو، ہمارا فرض اطاعت کرنا ہے۔ یہ ہے اعلیٰ درجہ کا معیار جو ایک مومن کا ہونا چاہئے اور یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو بڑی بڑی قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اطاعت در معروف کرو۔ جو دستور کے مطابق اطاعت ہے وہ کرو۔ کھڑے ہو کر ہم عہد تو یہ کر رہے ہوں کہ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اُس کی پابندی کرنی ضروری سمجھیں گے لیکن جب فیصلے ہوں تو اس پر لیت و لعل سے کام لیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن وہ ہے جو صرف قسمیں نہیں کھاتا بلکہ ہر حالت میں اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت کر دوں، پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ یہاں طاعت در معروف ہے اور معروف فیصلے کی باتیں کی جاتی ہیں تو خلافتِ احمدیہ کی طرف سے کبھی خلافِ احکام الٰہی کوئی بات نہیں کی جاتی۔ اور معروف فیصلے کا مطلب یہی ہے کہ شریعت کے مطابق جو بھی باتیں ہوں گی، اُس کی پابندی کی جائے گی۔ اگر ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ خلافت کا سلسلہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے تو اس یقین پر بھی قائم ہونا ہوگا کہ کوئی غیر شرعی حکم خلافت سے ہمیں نہیں مل سکتا۔ اسی طرح سے نظامِ جماعت بھی ہے۔ جب وہ خلافت کے نظام کے تحت کام کر رہا ہے تو کوئی غیر شرعی حکم نہیں دے گا۔ اور اگر کسی وجہ سے دے گا یا غلطی سے کوئی ایسا حکم آ جاتا ہے تو خلیفۂ وقت، جب وہ معاملہ اُس تک پہنچتا ہے، اُس کی درستی کر دے گا۔ پس جب خلافت کے استحکام کے لئے ایک احمدی دعا کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنے لئے بھی یہ دعا کرے کہ مَیں اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے والا بنوں تا کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ رہوں اور خلافت کے انعام سے جُڑا رہوں۔ جس ہدایت پر قائم ہو گیا ہوں اُس سے خدا تعالیٰ کبھی محروم نہ رکھے۔

بعض دفعہ بعض لوگ اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نظامِ جماعت پر بداعتمادی کا اظہار کر جاتے ہیں اور اُس انعام سے بھی محروم ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال بعد اب عطا فرمایا ہے۔ مثلاً بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے اگر قضائی نظام میں جو حقیقتاً جماعت کے اندر ایک نظام ہے جس کی حقیقت ثالثی نظام کی ہے، اُس میں جب یہ تحریر مانگی جاتی ہے اور اب نئے سرے سے کوئی تحریر لکھوائی جانے لگی ہے کہ اس ثالثی اور قضائی فیصلے کو مَیں خوشی سے ماننے کو تیار ہوں اور کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور اس نظام میں مَیں خود اپنی خوشی سے اپنے معاملے کو لے کر جا رہا ہوں۔ تو بعض لوگ یہ بدظنی کرتے ہوئے انکار کر دیتے ہیں کہ ہمارے جو فیصلے ہیں وہ ہمارے خلاف ہوں گے اس لئے ہم تحریر نہیں دیں گے۔ تو ایسے لوگوں کی شروع سے ہی نیت نیک نہیں ہوتی۔ وہ صرف لمبا لٹکانا چاہتے ہیں کہ چلو یہاں سے کچھ عرصہ کسی معاملے کو ٹالو۔ اُس کے بعد یہاں نہیں فیصلہ ہوگا تو حکومت کی عدالتوں میں لے جائیں گے۔ اور پھر جب یہ لوگ یہاں سے انکار کر کے دنیاوی عدالتوں میں جاتے ہیں اور جب وہاں مرضی کے خلاف فیصلے ہو جاتے ہیں تو پھر قضا میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے معاملات پھر جماعت نہیں لیتی۔ کیونکہ وہ پہلی دفعہ اطاعت سے باہر نکل گئے ہیں۔ انہوں نے نظامِ جماعت پر اعتماد نہیں کیا۔ اور نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ وہ اطاعت سے باہر ہیں اور پھر میرے ناپسندیدہ ہیں۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ ہو جائے تو چاہے وہ ظاہر میں جماعت کا ممبر بھی کہلاتا ہو، حقیقتاً وہ جماعت کے اُس فیض سے فیض نہیں پا سکتا جو خدا تعالیٰ افرادِ جماعت کو جماعت کی برکت سے پہنچاتا ہے۔ پس بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن ذاتی اَناؤں اور بدظنیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دیتی ہیں۔ پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ بننے کی کوشش کرے کہ اسی میں ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں عہدیدارانِ جماعت سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ خلافت کے حقیقی نمائندے تبھی کہلا سکتے ہیں جب انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرنے والے ہوں۔ کسی بھی عہدیدار کی وجہ سے کسی کو بھی ٹھوکر لگتی ہے تو وہ عہدیدار بھی اُس کا اُسی طرح قصوروار ہے کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی امانت کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر اُس کی غلطی کی وجہ سے ٹھوکر لگ رہی ہے اور جان بوجھ کر کہیں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے تو بہرحال وہ قصوروار ہے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والا ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہے وہ کسی بھی مقام پر ہو، ہمیشہ یہ سمجھنا چاہئے کہ مَیں نے اپنے عہدِ بیعت کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ایمان کو قائم رکھنے کے لئے ہر حالت میں صدق اور تقویٰ کا اظہار کرتے چلے جانا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والا بن سکوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”مَیں کثرتِ جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا“ (کہ صرف جماعت کی جو تعداد ہے یہ خوشی کی بات نہیں ہے) ”حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اِن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور اُن کی زندگی گناہ اور آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخ دلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعتِ دین کے لئے اُن میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے۔ اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں“۔ فرمایا کہ ”متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں“۔

(ملفوظات جلدنمبر5 صفحہ 454,455۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خلافت احمدیہ اور ہمارے فرائض
از صفحہ نمبر 2

بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔ بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کیلئے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الجہاد)

تو ایک تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نہ ماننے کا فیصلہ بھی فرد واحد کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ آگ میں کودنے کو تیار تھے کہ ہر حالت میں امیر کی اطاعت کا حکم ہے، انہوں نے سنا ہوا تھا اور یہ سمجھے کہ یہی اسلامی تعلیم ہے کہ ہر صورت میں، ہر حالت میں، ہر شکل میں امیر کی اطاعت کرنی ہے لیکن بعض صحابہ جو احکام الٰہی کا زیادہ فہم رکھتے تھے، آنحضرت ﷺ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب تھے، انہوں نے انکار کیا۔ نتیجۃً مشورہ کے بعد کسی نے اس پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی واضح طور پر اسلام میں حرام ہے۔ ابتدائی زمانہ تھا، بہت سے امور وضاحت طلب تھے اور اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے وضاحت فرما کر معروف کا اصول وضع فرما دیا کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں، میں بتا دوں آج کل بھی اعتراض ہوتے ہیں کہ ایک کارکن اچھا بھلا کام کر رہا تھا اس کو ہٹا کر دوسرے کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔ خلیفۂ وقت یا نظام جماعت نے غلط فیصلہ کیا ہے اور گویا یہ غیر معروف فیصلہ ہے۔ وہ اور تو کچھ نہیں کر سکتے اس لئے سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ غیر معروف کے زمرے میں آتا ہے، خود ہی تعریف بنا لی انہوں نے۔ اس لئے ہمیں بولنے کا بھی حق ہے، جگہ جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے کا بھی حق ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی مَیں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے اور اطاعت کا معیار کیا ہے مَیں حدیثوں وغیرہ سے اس کی وضاحت کروں گا۔ ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولید کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالدؓ بن ولید سے لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کر دی تھی۔ تو حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ خالدؓ بن ولید بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں ان سے چارج نہ لیا۔ تو جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں۔ مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ مَیں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں۔ اور مَیں اسی طرح آپ کے ماتحت کام کرتا رہوں گا جیسے میں بطور کمانڈر ایک کام کر رہا ہوتا تھا۔ تو یہ ہے اطاعت کا معیار۔ کوئی سرپھرا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ اس وقت غیر معروف تھا، یہ بھی غلط خیال ہے۔ ہمیں حالات کا نہیں پتہ کس وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ فرمایا یہ آپ ہی بہتر جانتے تھے۔ بہرحال اس فیصلہ میں ایسی کوئی بات ظاہراً بالکل نہیں تھی جو شریعت کے خلاف ہو۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی لاج بھی اللہ تعالیٰ نے رکھی اور یہ جنگ جیتی گئی اور باوجود اس کے کہ اس جنگ میں بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو دشمن کے فوجیوں کی تعداد ہوتی تھی۔“ (ارشاد فرمودہ 19/ستمبر 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا مضمون کو اپنے آئندہ خطبہ جمعہ میں بھی جاری رکھا۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر خلفاء کرام کے ارشادات بھی پڑھ کر سنائے اور اِس مضمون کی پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”......اس آیت (الممتحنہ : 13) میں عورتوں سے اس بات پر عہد بیعت لینے کی تاکید ہے کہ شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اولاد کی تربیت کا خیال رکھیں گی، جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگائیں گی اور معروف امور میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اور اگر نبی کر سکتا ہے تو ظاہر ہے پھر خلفاء کے لئے بھی یہی ہوگا کہ وہ بھی ایسے احکامات دے سکتے ہیں جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا۔ اس کے علاوہ سوال ہی نہیں کہ کچھ کہے۔ اس لئے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجا لانا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ جو معروف حکم ہوں اس کی اطاعت کرنی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ یہ اصل میں دو مختلف حکم نہیں ہیں، سمجھنے میں غلطی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہوگا معروف ہی ہوگا۔ اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے، اس کے خلاف کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم نے نبی کو مان کر، مامور کو مان کر، اس کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے، تم محفوظ ہو گئے ہو۔ کہ تمہارے لئے اب کوئی غیر معروف حکم

ہے ہی نہیں۔ جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لئے بھی آیا ہے وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنة:13) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سرّ ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے‘‘۔

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 15 / اکتوبر 1909ء خطبات نور صفحہ 421-420)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ﴿یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ’’یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں۔ اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہو سکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 420)

تو جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے، وہی احکامات دیتا ہے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے۔ بری باتوں سے روکتا ہے، نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور ان سے پرے ہٹ ہی نہیں سکتا۔ تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتا ہے وہ بھی اس تعلیم کے انہی احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ اور اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفۂ وقت کی غلطی سے یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ انشاء اللہ نکلیں گے۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے۔ لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہو گی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 377-376)

پھر قرآن شریف میں آتا ہے ﴿وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ۔ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (النور:54)۔ اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق (معروف طریق کے مطابق) اطاعت (کرو)۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

تو اس آیت سے پہلی آیتوں میں بھی اطاعت کا مضمون ہی چل رہا ہے اور مومن ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور مانا۔ اور اس تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ٹھہرتے ہیں اور بامراد ہو جاتے ہیں۔ تو اس آیت میں بھی یہ بتایا ہے کہ مومنوں کی طرح ’سنو اور اطاعت کرو‘ کا نمونہ دکھاؤ، قسمیں نہ کھاؤ کہ ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دعوے تو منافق بھی بہت کرتے ہیں۔ اور اصل چیز تو یہ ہے کہ عملاً اطاعت کی جائے اور منافقوں کی طرح بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کی جائیں۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے فرما رہا ہے کہ جو معروف طریقہ ہے اطاعت کا، جو دستور کے مطابق اطاعت ہے، وہ اطاعت کرو۔ نبی نے تمہیں کوئی خلاف شریعت اور خلاف عقل حکم تو نہیں دینا جس کے بارہ میں تم سوال کر رہے ہو۔ اس کی مثال مَیں دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری بیعت میں شامل ہوئے ہو اور مجھے مانا ہے تو پنج وقتہ نماز کے عادی بن جاؤ، جھوٹ چھوڑ دو، کبر چھوڑ دو، لوگوں کے حق مارنا چھوڑ دو، آپس میں پیار و محبت سے رہو، تو یہ سب طاعت در معروف میں ہی آتا ہے۔ یہ کام کوئی کرے نہ اور کہتے پھرو کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ آپ جو حکم ہمیں دیں گے ہم اس کو بجا لائیں گے اور اسے تسلیم کریں گے۔

اسی طرح خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں، یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں طاعت در معروف کے زمرے میں یہی باتیں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلاف عقل تو کام نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ اور سمندر میں چھلانگ لگا دو۔ گزشتہ خطبہ میں ایک حدیث میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ امیر نے کہا کہ آگ میں کود جاؤ۔ تو اس کی اور روایت ملی ہے جس میں مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عَلْقَمَہ بِنْ مُجَزِّز کو ایک غزوہ کے لئے روانہ کیا جب وہ اپنے غزوہ کی مقررہ جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ رستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر مقرر کر دیا۔ کہتے ہیں مَیں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں سے تھا۔ پس جب کہ ابھی وہ رستہ میں ہی تھے تو ان لوگوں نے آگ سینکنے یا کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو عبداللہ نے (جو امیر مقرر ہوئے تھے اور جن کی طبیعت مزاحیہ تھی) کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجا لاؤ گے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم بجا لائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبداللہ بن حذافہؓ نے دیکھا کہ یہ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔ (خود ہی یہ کہہ بھی دیا جب دیکھا کہ لوگ سنجیدہ ہو رہے ہیں)۔ کہتے ہیں پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آ گئے تو صحابہؓ نے اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’امراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد)

تو واضح ہو کہ نبی یا خلیفہ وقت کبھی بھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کر سکتا۔ تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی واضح حکم کی خلاف ورزی تم امیر کی طرف سے دیکھو تو پھر اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اور اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت تک پہنچو جس کا فیصلہ ہمیشہ معروف فیصلہ ہی ہو گا انشاء اللہ۔ اور اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہی ہو گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہی ہو۔ کوئی ایسا فیصلہ انشاء اللہ تمہارے لئے نہیں ہے جو غیر معروف ہو۔ (ارشاد فرمودہ 26/ستمبر 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

اسی طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اپریل 2011ء میں فرمایا:

’’خلافتِ احمدیہ کی طرف سے کبھی خلافِ احکامِ الٰہی کوئی بات نہیں کی جاتی۔ اور معروف فیصلے کا مطلب یہی ہے کہ شریعت کے مطابق جو بھی باتیں ہوں گی، اُس کی پابندی کی جائے گی۔ اگر ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ خلافت کا سلسلہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے تو اس یقین پر بھی قائم ہونا ہو گا کہ کوئی غیر شرعی حکم خلافت سے ہمیں نہیں مل سکتا۔ اسی طرح سے نظامِ جماعت بھی ہے، جب وہ خلافت کے نظام کے تحت کام کر رہا ہے تو کوئی غیر شرعی حکم نہیں دے گا، اور اگر کسی وجہ سے دے گا یا غلطی سے کوئی ایسا حکم آ جاتا ہے تو خلیفۂ وقت جب اُس تک وہ معاملہ پہنچتا ہے اُس کی درستی کر دے گا۔ پس جب خلافت کے استحکام کے لئے ایک احمدی دعا کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنے لئے بھی یہ دعا کرے کہ مَیں اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے والا بنوں تا کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ رہوں اور خلافت کے انعام سے جُڑا رہوں۔ جس ہدایت پر قائم ہو گیا ہوں اُس سے خدا تعالیٰ کبھی محروم نہ رکھے‘‘۔

(باقی آئندہ)

جماعت ہائے احمدیہ لائبیریا کے تحت یوم مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عبادہ اسلم قریشی مبلغ سلسلہ۔ لائبیریا)

جماعت احمدیہ لائبیریا کو تین مختلف مقامات پر جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ بومی کاؤنٹی

جلسہ یوم مصلح موعودؓ بومی کاؤنٹی 20 فروری بروز اتوار مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مربی سلسلہ بومی کاؤنٹی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مربی سلسلہ بومی کاؤنٹی نے حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہٗ کے عظیم الشان کارناموں سے احباب جماعت کو آگاہ کیا اور آخر پر دعا کروائی۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ منروویا جماعت

جماعت کے مرکزی مشن منروویا میں 20 فروری بروز اتوار امیر و مشنری انچارج لائبیریا مکرم نوید احمد عادل صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے اصل الفاظ پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم اسحاق صاحب نے چند حمدیہ اشعار ترنم کے ساتھ پیش کئے۔ جس کے بعد مکرم منصور احمد ناصر صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لائبیریا و پرنسپل شاہ تاج احمدیہ سکول نے حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارناموں کا تذکرہ کیا۔ آخر پر مکرم نوید احمد عادل امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے اختتامی خطاب کیا اور دعا کروائی۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ شاہ تاج احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول

شاہ تاج احمدیہ سکول جونیئر سیکنڈری سکول منروویا میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ 21 فروری بروز سوموار مکرم نوید احمد عادل امیر و مشنری انچارج لائبیریا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پس منظر سے طلباء اور طالبات کو آگاہ کیا۔ پھر مکرم مصطفیٰ کالومے (Ka-lumeh) نے پیشگوئی کے اصل الفاظ پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم منصور احمد ناصر صاحب پرنسپل شاہ تاج احمدیہ سکول نے حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر کیا۔ جس کے بعد سکول کے طلباء اور طالبات نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر مختصر تقاریر کیں۔ سکول کی کچھ طالبات نے انگریزی زبان میں نظم پیش کی۔ آخر پر امیر صاحب نے طلباء و طالبات سے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے چند سوالات کئے اور صحیح جواب دینے والوں کو موقع پر نقد انعامات دیئے اور اختتامی دعا کروائی۔ تمام پروگراموں کی کل حاضری 310 رہی۔

اللہ تعالیٰ یہ پروگرام بابرکت فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ سیرالیون کے

پچاسویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

صدر مملکت سیرالیون، 15 وزراءِ مملکت، متعدد ممبران پارلیمنٹ، 31 پیرامائونٹ چیفس اور نمائندگان، 30 چیفڈم سپیکرز اور سیکشن چیفس، 14 قبائلی سردار ویسٹرن ایریا، اعلیٰ حکومتی عہدیداران، متعدد غیر از جماعت آئمہ کرام کی شرکت۔

415 جماعتوں سے 17,300 احباب کی شرکت جن میں 4062 سے زائد نومبائعین شامل ہوئے۔

(رپورٹ: محمد قاسم طاہر۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون)

جماعت احمدیہ سیرالیون کا پچاسواں جلسہ سالانہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ 4 فروری سے 6 فروری 2011ء منعقد ہوا۔ امسال بھی صدر مملکت کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی جسے انہوں نے نہایت خوشی سے قبول کیا اور 15 وزراء کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ اور تین گھنٹے تک مسلسل جلسہ گاہ میں تشریف فرما رہے اور جلسہ کی کارروائی انہماک سے سنتے رہے اور جماعت کے ڈسپلن سے بہت متاثر ہوئے۔

امسال حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا کو مرکزی مہمان کے طور پر سیرالیون بھجوایا جنہیں اس سے قبل سیرالیون میں 22 سال سے زیادہ عرصہ تک خدمات کی توفیق ملی تھی۔ آپ کی آمد سے جلسہ میں ایک خاص رونق اور جوش پیدا ہوا۔ آپ کے پرانے شاگرد اور احباب جماعت سیرالیون آپ کو اپنے درمیان دیکھ کر اور مل کر بہت خوش تھے اور حضور انور کی اس شفقت پر بے حد شکر گزار تھے۔

جلسہ سالانہ حسب سابق احمدیہ سیکنڈری سکول Bo ٹاؤن کے کمپاؤنڈ میں منعقد ہوا۔

پہلا دن:-

مورخہ 4 فروری 2011ء جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا جس کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔

افتتاحی اجلاس

10:00 بجے جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم علیو ایس دین صاحب نائب امیر دوم نے سیرالیون کا جھنڈا لہرایا۔

اسی دوران صدر مملکت ڈاکٹر ارنسٹ بائی کروما (Dr. Earnest Bai kroma) مع منسٹرز اور ممبرز آف پارلیمنٹ تشریف لائے جن کا استقبال مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون اور مکرم سعید درج صاحب نائب امیر سوم نے کیا۔ صدر مملکت کی آمد پر جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔

صدر مملکت کی جلسہ گاہ میں آمد پر گورنمنٹ کی طرف سے باقاعدہ گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ امسال سیرالیون میں آزادی کا پچاسواں سال منایا جا رہا ہے۔ اسی تناظر میں گورنمنٹ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کو National Event کے طور پر منایا۔ اس کے بعد قومی ترانہ ہوا اور احمدیہ سیکنڈری سکول کے طلباء نے بھی سکول کا ترانہ پیش کیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز مکرم امیر و مشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد منسٹر آف پولیٹیکل اینڈ پبلک افیئرز آنرایبل الفا کانو نے صدر مملکت اور ان کے وفد اور معزز مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب سیرالیون نے صدر مملکت اور تمام آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور اپنی مختصر افتتاحی تقریر میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کریم کی تعلیم و سنت نبوی ﷺ پر پابندی سے عمل کرتی ہے۔ اور احمدی تمام دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ امن، رواداری اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے ماٹو "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" کی مکمل پاسداری کرتے ہیں اور اپنے ملک کے بہترین شہری ہونے کے ناطے ہمیشہ قانون کا احترام کرتے ہیں۔

آپ نے کہا کہ قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول، اور اولوالامر کی اطاعت کریں۔ پوری دنیا میں جماعت احمدیہ اس تعلیم کو اپنائے ہوئے ہے اور ملک کی ترقی میں ہمیشہ تعاون کرتی ہے۔

اس کے بعد مکرم عبداللہ کروما صاحب نیشنل پریذیڈنٹ ٹیچرز یونین نے مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد نذیر صاحب کا تعارف کروایا۔

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں سیرالیون کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیا اور طالب علموں کو نصائح کرتے ہوئے کہا کہ آپ بھی ترقی یافتہ ممالک کے طالب علموں کی طرح تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آپ کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ استعدادیں رکھی ہیں۔ آپ نے کہا کہ آج صدر مملکت نے یہاں آکر جماعت کو عزت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزا دے گا۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کو اپنے پیغام سے بھی نوازا جو کہ انگریزی زبان میں تھا۔ پیغام کا ترجمہ لوکل زبانوں کریول، مینڈے، ٹمنی، میں بھی پیش کیا گیا۔ اسی طرح پیغام مقامی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ پرنٹ کر کے احباب جماعت اور اہم شخصیات کو بھی دیا گیا۔ مقامی اخبارات نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو شائع کیا۔ پیغام کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں جماعت احمدیہ سیرالیون کے بارے میں فرمایا کہ مَیں بہت خوش ہوں کہ جماعت احمدیہ سیرالیون اپنا پچاسواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اور یہ جماعت کی تاریخ میں بہت ہی اہم موقع ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ سالانہ کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ اور یہ افراد جماعت کو ایمان میں بڑھائے، روحانی ترقیات عطا کرنے کا موجب ہو اور پہلے سے زیادہ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سیرالیون ان خوش قسمت ممالک میں سے ہے جس کے لوگوں نے پچھلی صدی کے پہلے سالوں میں ہی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و امام مہدیؑ کے پیغام پر لبیک کہا۔ اسی وجہ سے سیرالیون کی جماعت بہت قابل عزت ہے اور تمام دنیا کے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب سے سیرالیون میں جماعت قائم ہوئی ہے اس وقت سے افراد جماعت نے استقامت دکھائی ہے اور اسلام کی تعلیم کے مطابق نیکیاں بجا لا رہے ہیں اور ہمیشہ تقویٰ پر چلنے کی کوشش کی ہے۔

حضور انور نے احباب جماعت کو یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ لوگوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنی نیکی، تقویٰ، دیانتداری کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھتے ہوئے ان ممالک کے احمدیوں کیلئے ایک مثال قائم کریں جن میں نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے جو ہم سے ایک خدا تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت قائم کرنے کی توقع کی ہے تمہارا کوئی عمل بھی اس کے خلاف نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں......تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں......اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں......یاپہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبانداری اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کیلئے سچے ناصح بنو......یہ وہ امور اور شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں......اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو......اور اگر کوئی مذہبی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ مہذبانہ طریق سے کرو......اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم دنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلسہ سالانہ کو کامیاب بنائے اور احباب جماعت بخیر و عافیت اپنے گھروں کو تازہ ایمان اور روحانی ترقی کے ساتھ لوٹیں۔ آمین۔

ریذیڈنٹ منسٹر آف ساؤتھ، میئر آف "بو" ٹاؤن، چیف امام آف قذافی مسجد الحاجی شیخ عثمان بنگورہ، بشپ ہمپر Humper، سیرالیون پیپلز پارٹی کے سابق نیشنل چیئرمین Alhaji U N S Jah، سیکرٹری جنرل آف امام کونسل مسٹر الحاجی مدنی کا باکمارا ان سب نے جماعت احمدیہ کی طبی، تعلیمی اور دینی خدمات کو سراہا۔

صدر مملکت کی تقریر

صدر مملکت سیرالیون HON.DR. ERNEST BAI KOROMA نے جماعت احمدیہ سیرالیون کے 50 ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون نے صحت، انرجی اور تعلیمی میدانوں میں غیر معمولی خدمات سرانجام دی ہیں۔ تعلیمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 1938ء سے اب تک ملک میں اسکولوں کی تعمیر کے علاوہ جو غیر معمولی علمی خدمات کی ہیں ان کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آج ہمارے ملک کے نائب صدر بھی احمدیہ سکول کے ہی تعلیم یافتہ ہیں۔

صدر مملکت نے مذہبی حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ بہت سی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر چکی ہے۔ اسی طرح مینڈے زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے میری قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے کہ وہ قرآن مجید کی صحیح تعلیم کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ جماعت کے یہ تمام اقدامات قابل ستائش ہیں اور اسی طرح اس قدر منظم اور شاندار جلسہ کے انعقاد پر جماعت احمدیہ مبارکباد کی مستحق ہے۔

بعدۂ مکرم پروفیسر ابو سیسے صاحب وائس چانسلر آف جالا یونیورسٹی نے صدر مملکت اور ان کے ساتھی وزراء کا شکریہ ادا کیا اور مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس طرح یہ پہلا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

اس پہلے سیشن میں صدر مملکت کے علاوہ ممبران پارلیمنٹ، وزراء اور مختلف سرکاری شعبوں کے

سربراہان نے شرکت کی۔اسی طرح چیف اور آئمہ بھی شریک ہوئے۔

نماز جمعہ

خطبہ جمعہ مہمان خصوصی مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے دیا۔آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیم کی روشنی میں بتایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔آپ نے کہا کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس دنیا کی ہر سہولت موجود ہے مگر پھر بھی ان کو ذہنی سکون حاصل نہیں۔مگر وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذہنی سکون بھی بخشتا ہے اور دین و دنیا کی آسائشیں بھی عطا کرتا ہے۔

پہلا دن دوسرا اجلاس

پہلے دن کا دوسرا اجلاس مکرم پروفیسر ابوسیسے صاحب وائس چانسلر اینڈ پرنسپل جالا یونیورسٹی کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد بعض معزز مہمانوں نے اپنے بیانات میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی میدان میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں احمدیہ سکولوں کے طلباء اپنا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ان میں وزراء بھی شامل ہیں اور مختلف ڈیپارٹمنٹس کے افسران بھی۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ احمدیہ سکولوں سے سیکھنے والے ڈسپلن اور اچھی روایات کو قائم کرنے میں مصروف ہے۔

اس موقع پر نائب صدر مملکت کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام موصول ہوا جو اپنی بعض مصروفیات کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہو سکے تھے۔لیکن انہوں نے اپنا خیر سگالی کا پیغام لکھ کر بھجوایا۔

محترم نائب صدر نے اپنے پیغام میں لکھا کہ میں بھی ان خوش قسمت لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے جماعت احمدیہ کے سکولوں سے تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ تربیت پائی جس کے نتیجے میں آج میں اس اہم عہدے پر فائز ہوں۔میں جماعت احمدیہ کے سکولوں میں روحانی،اخلاق اور منظم تربیت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہوں اور میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں اور جماعت کا شکر گزار ہوں۔

آپ نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کے 50 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔جماعت کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ اس ملک وقوم کی ترقی میں پیش پیش ہے۔اور باقاعدہ اپنی محنت سے ملک کو ذمہ دار شخصیات دے رہی ہے۔

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ بذریعہ پروجیکٹر سنا اور دیکھا گیا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔

پہلا اجلاس

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز 9:45 بجے نائب امیر دوم مکرم الحاج علیو ایس دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد اس سیشن میں پہلی تقریر مکرم مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ (قائمقام پرنسپل جامعہ احمدیہ سیرالیون) نے کی۔آپ کی تقریر کا موضوع تھا "تربیت اولاد"۔ آپ نے قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں والدین اور بچوں کے حقوق کو واضح کیا اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کے اقتباسات اور واقعات کی روشنی میں مضمون کو دلچسپ بنایا۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم طاہر محمود عابد صاحب مربی سلسلہ گنی کناکری نے "شہدائے احمدیت" کے موضوع پر کی۔آپ نے قرآن کریم و حدیث کی روشنی میں شہادت کا مقام و مرتبہ پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام کی جانی قربانیوں کا تذکرہ کیا اور احمدیت کے پہلے شہید حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید اور لاہور میں ہونے والے واقعہ کا بھی ذکر کیا۔اور آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احباب جماعت کو صبر کی تلقین کے بارے میں بتایا۔

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم مولوی المامی سیسے صاحب نے "مالی قربانی" کے عنوان پر کی۔آپ نے قرآن کریم،حدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے کی تعلیم کو واضح کیا۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے اقتباسات اور واقعات کی روشنی میں مالی قربانی کے موضوع کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا۔دعا کے ساتھ یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن۔دوسرا اجلاس

نماز ظہر وعصر کے بعد دوسرا اجلاس مکرم سعید حدرج صاحب نائب امیر سوم کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد اس سیشن میں مکرم مولوی منیر ابوبکر یوسف صاحب نے "اسلام اور دہشتگردی" کے موضوع پر تقریر کی۔آپ نے قرآن کریم وحدیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ اسلام ایک پرامن مذہب ہے۔اور آنحضور ﷺ نے امن کی ہی تعلیم کے ذریعے اسلام کو پھیلایا۔آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے اقتباسات کی روشنی میں اسلام کی پرامن تعلیم کو پیش کیا۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم افتخار احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ نے "حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول" کے موضوع پر کی۔آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور واقعات کی روشنی میں نہایت مؤثر انداز میں مضمون پیش کیا۔سامعین نے اس کو بہت ہی پسند کیا۔

اجلاس لجنہ اماء اللہ

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں خواتین اور مردوں کے الگ الگ اجلاس ہوئے۔خواتین میں لجنہ کی ممبرات نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

محترم امیر صاحب اور مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے بھی اس اجلاس سے خطاب کیا۔مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے لجنہ کو نہایت شاندار اور مؤثر انداز میں نصائح کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا سب سے بڑا کام تربیت اولاد ہے۔کیونکہ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے۔اگر آپ خود اللہ تعالیٰ اور آنحضور ﷺ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں گی تو تربیت اولاد کر سکیں گی۔اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے ساتھ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے چلیں گی تو معاشرے میں ایک نمایاں احمدی خاتون کہلا سکیں گی۔

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی تعلیم کو بھی پیش کیا اور عورتوں کو اپنے خاوندوں کی اطاعت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔اور خواتین کو اپنی نوجوان نسل کیلئے اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی تلقین کی۔

تیسرا دن

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس مکرم مبارک احمد نذیر صاحب کی صدارت میں صبح 10.00 بجے شروع ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد اس سیشن میں پہلی تقریر الحاج چیف محمد بائیاں صاحب نے "قیام نماز" پر کی۔آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کیا اور آنحضور ﷺ کی زندگی کے واقعات پیش کئے۔حضرت مسیح موعود،خلفاء سلسلہ کے اقتباسات کی روشنی میں احباب جماعت کو قیام نماز کی طرف توجہ دلائی۔

اس سیشن کے آخر پر مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے بڑے دلکش انداز میں تقریر کی اور احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ دین کی اشاعت کا کام ہمارے بزرگوں نے ہمارے ہاتھ میں دیا اور ہم نے حتی الوسع اس کی حفاظت کی اور ہمارے ساتھی اس کام میں کوشاں رہے۔اب آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو اس مشن کی ذمہ داری اٹھانے کیلئے تیار کریں تاکہ یہ بھی جماعت کی خدمت کر کے اعلیٰ مقام حاصل کر سکیں۔آپ نے لاہور کے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی خاطر اپنی زندگیاں نیک کاموں کیلئے وقف کرنی چاہئیں۔ہمارے مخالفین تو اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ اس نور کو پھیلانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ کو اس کی بشارت دے چکا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔اور آپ سب اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر گواہ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں۔آپ میں سے ہر ایک کی مثال ایسے ہونی چاہئے جیسا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک مشعل ہے جو آپ کو روشن تر دکھا رہی ہے۔اور دوسروں کیلئے بھی اس تاریک دور میں روشنی دکھانے کا موجب بن رہی ہے۔

آخر پر محترم مبارک احمد نذیر صاحب نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔جانے والوں کو تحمل،احتیاط کے ساتھ سفر کی تلقین کی۔آپ نے جلسے کے کامیاب انعقاد پر سب حاضرین کو مبارکباد بھی دی۔دعا کے ساتھ یہ تین دن کا بابرکت دورانیہ اپنی برکتوں کو پھیلاتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔الحمدللہ

مجلس سوال وجواب

جلسہ کے دوسرے دن نماز مغرب اور عشاء کے بعد مجلس سوال وجواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے احباب جماعت کے سوالوں کے جوابات دیئے۔یہ پروگرام نہایت دلچسپ رہا اور احباب جماعت نے بہت پسند کیا۔

میڈیا کوریج

جلسہ کے آغاز سے قبل ٹیلی ویژن اور اخبار کے ذریعہ لوگوں کو جلسہ کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔

جلسہ کے پہلے سیشن کی Live کارروائی سیرالیون کے نیشنل ریڈیو کے علاوہ 2 دوسرے ریڈیوز پر نشر کی گئی۔اسی طرح احمدیہ مسلم ریڈیو پر جلسہ کے تینوں دن کے پروگرام لائیو نشر کئے گئے۔اور ملک میں بڑے بڑے 9 ہر دلعزیز ریڈیو اسٹیشنز نے جلسہ کی کارروائی نشر کی۔لوکل TV اسٹیشن SLBC نے بھی پہلے دن کی جلسہ کی کارروائی کو نشر کیا۔جلسہ کے ایام میں مختلف مہمانوں کے مختلف ریڈیوز نے 31 انٹرویوز کئے۔

بیعتیں

جلسہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت دوستوں میں سے 200 افراد کو جلسہ میں شمولیت کی بدولت قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

بک سٹال

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا جہاں جماعتی کتب کے علاوہ Conference, Peace اور بعض دوسرے اہم مواقع کی ویڈیو CD'S رکھی گئی تھیں۔اسی طرح امسال شائع ہونے والا جماعت احمدیہ کا کیلنڈر بھی رکھا گیا۔جلسہ کے موقع پر مرکزی ومقامی لٹریچر تین ملین لیونز سے زائد کا فروخت ہوا۔

گنی کناکری سے وفد کی شمولیت

جلسہ میں ہمسایہ ملک گنی کناکری سے جو کہ جماعتی لحاظ سے سیرالیون کے ماتحت ہے مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ کی سربراہی میں 24 رکنی وفد نے شرکت کی۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو خلافت احمدیہ کی برکت سے پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے اور جماعت کی تربیت کے لئے مزید پروگرامز کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

✽✽✽✽✽

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا پہلا یورپین نژاد نو مسلم احمدی

پروفیسر کلیمنٹ ریگ

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

پروفیسر کلیمنٹ لنڈلی ریگ (Clement Lindley Wragg) آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے پہلے یورپین نژاد نومسلم احمدی تھے۔ وہ کیا ہی خوش نصیب تھے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے صرف چند روز قبل لاہور میں آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ پہلی بار 12/مئی اور دوسری بار 18/مئی 1908ء کو۔ دونوں ملاقاتوں میں ان کی انڈین نژاد میم صاحبہ (Edris) بھی ساتھ تھیں بلکہ دوسری ملاقات میں وہ اپنے چھوٹے بیٹے (Kismet) کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ پروفیسر صاحب غیر معمولی علم و ذہانت کے مالک تھے۔ حق کے متلاشی تھے اور آپ نے متعدد ایسے سوالات عیسائی عقائد اور فلسفہ سے متعلق پوچھے جن سے وہ مطمئن نہ تھے اور تسلی بخش جواب پا کر احمدی مسلمان ہوگئے اور اپنی وفات تک اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جن کی تبلیغ سے وہ احمدی مسلمان ہوئے تھے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا ذریعہ بنے تھے ان سے تا وفات خط و کتابت کرتے رہے۔

جو خدا کو پانے کے جویاں ہوتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اور اپنی طرف آنے کے وسیلے بنا دیتا ہے۔ اور ان کی موت کے بعد بھی ان کا ذکر خیر دعاؤں کی تحریک کی غرض سے زندہ رکھتا ہے۔ خدا کے اس فضل سے ریگ صاحب نے بھی حصہ پایا۔ 10/اپریل 2006ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ ان ممالک کے دورہ پر تشریف لائے تو نیوزی لینڈ کے شہر آک لینڈ میں واقع ان کی قبر پر بھی دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ زہے قسمت زہے نصیب۔

محترم کلیمنٹ ریگ صاحب 19/ستمبر 1852ء میں انگلستان میں پیدا ہوئے اور ستّر سال کی عمر میں 10/دسمبر 1922ء کو نیوزی لینڈ میں وفات پائی۔ موسمی پیشگوئیوں کے شعبہ میں آپ نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دئے کہ انہیں "Father of Modern Day Meterology" یعنی جدید موسمیات کا بانی کہا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ آپ کے کارناموں سے بھرا پڑا ہے۔ اور اب تک مؤقر رسالوں میں ان کے بارہ میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی میں آپ نے کئی رصدگاہیں (Observatories) پہاڑوں پر تعمیر کیں۔ سمندری طوفانوں کے پہلی بار نام رکھنے کی روایت ڈالی اور ریٹائرمنٹ کے بعد آک لینڈ میں Awanui 8- Wairta Street, Birkenhead پر اپنا گھر بنایا۔ Tropical Garden نامی باغ بنایا۔ جس میں کئی قسم کے پھلدار درخت لگائے۔ نیز ادرک اور ہلدی بھی کاشت کرتے تھے۔

آپ نے اپنا ذاتی موسمیات کا ادارہ بھی بنایا جس کا نام Wragge Institute and Museum تھا۔ آپ کی وفات کے بعد اس ادارہ کا سربراہ آپ کا بیٹا Kismet K Wragge بنا۔ غالباً یہ وہی بیٹا تھا جس نے اپنے والدین کے ساتھ 18/مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی تھی۔ اور اسی نے اپنے والدین کی قبروں پر (جو اکٹھی ایک ہی احاطہ میں ہیں) پر کتبہ لگوایا تھا۔

مجھے اور میری اہلیہ کو حال ہی میں نیوزی لینڈ جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم اپنے میزبان چوہدری مبارک احمد خان صاحب کے ساتھ 23/نومبر 2009ء کو محترم ریگ صاحب مرحوم کی قبر پر دعا کے لئے گئے۔ ان کی قبر کے کتبہ پر حسب ذیل عبارت تحریر ہے۔

"To the memory of my beloved parents L and Edris Wragge, who departed this life on 10th December 1922 and 2nd November 1924 respectively.

Adit Domine Levavj

Erected by their loving son Kismet"

کتبہ پر لکھا ہوا ایک فقرہ کسی اور یورپین زبان میں ہے جس کا مطلب معلوم نہیں ہوسکا۔ غالباً کوئی دعائیہ فقرہ ہوگا۔

پروفیسر ریگ کے بارہ میں ایک مضمون Journal (John Nuir Trust کے شمارہ نمبر 38، جنوری 2005ء میں شائع ہوا جو Ken Crocket کا تحریر کردہ ہے۔ اپنے مضمون کے آخر میں وہ پروفیسر ریگ کے ایک مضمون سے اقتباس درج کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی وفات سے صرف ایک ماہ قبل رسالہ "The Tatler " کے لئے لکھا تھا۔ پروفیسر صاحب کی اس تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو خدا اور حیات اخروی پر کتنا گہرا ایمان تھا۔

"Clement Lindley Wragge was a contributer to the Tatler Magazine, with articles on the weather and astronomy. The month before his death he had a note on astronomy which included the following words. They perhaps make an appropriate end to the story of our current weatherman.

"and yet how lovely is Nature everywhere around us.But there are some people with eyes and cannot see, and ears that will not catch the music all around us. You are told to 'Prepare for Eternity' and you are in Eternity this very minute, and always have been; and God, the Master Dynamo is in you and in all things".

Ken Crocket is a JMT Trustee and author of the definitive book on Ben Nevis.

(John Muir Trust Journal Jan 2005, No 38 p20 by Mr Ken Crocket)

ترجمہ: کلیمنٹ لنڈلی ریگ رسالہ The Tetler کے لئے لکھا کرتے تھے۔ ان کے مضامین موسم اور فلکیات پر ہوتے تھے۔ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل انہوں نے فلکیات سے متعلقہ ایک نوٹ لکھا تھا جس میں حسب ذیل الفاظ شامل تھے جو غالباً اس موسم کا حال بتانے والے عجیب و نادر شخص کی کہانی کا موزوں خاتمہ ہے: ''اور کیسی دلکش قدرت ہمارے اردگرد ہر جگہ پر ہے پر کچھ لوگ ہیں جن کی آنکھیں تو ہیں پر دیکھ نہیں سکتے اور کان تو ہیں پر اردگرد بکھرے ہوئے نغمات کو سن نہیں سکتے۔ تمہیں کہا جاتا ہے کہ ابدی زندگی کے لئے تیاری کرو جبکہ تم اس لمحہ بھی اسی زندگی میں رہتے ہو بلکہ ہمیشہ ہی رہتے ہو اور وہ خدا جو تمام قوت کا سرچشمہ (برق آفریں اور روح رواں) ہے وہ تو تم میں ہی ہے۔ ہر چیز میں ہے''۔

(جرنل جنوری 2005ء صفحہ 20)

گویا جو خیال پروفیسر ریگ صاحب پر آخر تک غالب تھا وہ یہی تھا کہ اس عجیب و غریب کائنات کا ایک حی و قیوم خدا ہے۔ وہی اس کا روح رواں ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے۔ وہی ہے جو ہمارے اندر ہماری شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔ جو سورج کا سورج اور ہماری روح کی روح ہے۔

لوگ پروفیسر ریگ کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ پُراسرار روحانی، وجدانی، فلسفیانہ اور تصوف سے متعلقہ علوم میں مگن رہتے ہیں۔ کوئی کہتا کہ وہ تھیوسوفسٹ (Theosophist) ہیں۔ آخر عمر میں وہ ہندوستانی لباس شلوار، قمیص، پگڑی اور لمبی واسکٹ پہنا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بعض لوگ انہیں اینگلوانڈین سمجھتے۔ شاید ایسا سمجھنے کی وجہ ان کی ہندوستانی نژاد بیوی ہو۔ پروفیسر صاحب جب عیسائی تھے تب بھی تعدد ازدواج کے قائل تھے۔ انہوں نے زندگی میں تین شادیاں کیں۔ سنا ہے ان کی پہلی انگریز بیوی کی اولاد کوئینز لینڈ آسٹریلیا میں آباد تھی۔ بہرحال وہ انوکھی اور منفرد شخصیت کے مالک تھے اور لوگ انہیں اپنی دُھن میں مست (Crazy,Eccentric) سمجھتے اور باوجود ان کی غیر معمولی قابلیت کے معترف ہونے کے انہیں مذاق میں کبھی کلیمنٹ (Clement) کی بجائے Inclement کہہ دیتے۔ (جو لفظ کہ خراب اور طوفانی موسم کے لئے استعمال ہوتا ہے)۔ ان پر وہ شعر صادق آتا ہے:

کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

پروفیسر ریگ کے سوالات کا عیسائی پس منظر اور ان کی حضورؑ سے ملاقات کے حالات

پروفیسر مذکور چونکہ عیسائی تھے اس لئے جو سوالات انہوں نے پوچھے ان کا پس منظر عیسائی عقائد، فلسفہ اور روایات تھیں۔ اس تناظر میں سوالات کو پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جن کی بابت غور و فکر کرنے والے عیسائی تذبذب اور بے چینی کا شکار ہیں اور اگر سائنس، عقل اور فطرت انسانی کی روشنی میں ایسے سوالات کا جواب دیا جائے تو وہ اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

(سوالوں کے جوابات ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے صفحات 406 تا 422۔ نیز ملفوظات جلد دہم کے صفحات از 353 تا 364 اور 426 تا 438 پر درج ہیں)

اس ملاقات کا موجب حضرت مفتی صاحبؓ بنے تھے اور انہوں نے ہی مترجم کے فرائض سرانجام دئے تھے۔ آپ ملاقات کے حالات و واقعات اور پروفیسر صاحب کے تأثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عاجز راقم کے ولایت جانے سے قبل جو اصحاب عاجز کے ذریعہ سے داخل اسلام ہوئے ان میں سے ایک صاحب پروفیسر ریگ بھی تھے جن کو مَیں نے لاہور میں تبلیغ کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انہیں پیش کیا تھا۔ یہ صاحب بعد میں نیوزی لینڈ چلے گئے تھے اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ ان کے متعلق ایک ڈائری میں ایڈیٹر صاحب الحکم نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا تھا جو اخبار الحکم مورخہ 6/جون 1908ء صفحہ 5 جلد 12 نمبر 37 سے نقل کیا جاتا ہے۔ مسٹر ریگ جس کے نام نامی سے الحکم کے ناظرین کو مَیں قبل ازیں دو مضامین بطور سوال و جواب انٹرویو کروا چکا ہوں ان کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا کہ دیکھو وہ ہمارے پاس آیا تو آخر کچھ نہ کچھ تو تبادلہ خیالات کر ہی گیا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جن کو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لَو اور دھت لگی ہوئی ہے۔ اور بہت کم ایسے مقامات ولایت میں ہوں گے جہاں کے محقق انگریزوں اور اخبارات کے ایڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پا کر انہوں نے ان معاملات میں خط و کتابت نہ کی ہو اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تبلیغ ان کو نہ کی ہو۔...... یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے یہ بھی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے۔ آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے خیالات میں حضورؑ کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا ہے۔

چنانچہ پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچروں میں اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکھاتا اور کبھی مسیحؑ کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تھا کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہوں کے بدلہ میں ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہوں کا کفّارہ ہو کر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا۔ مگر اب جبکہ اس نے حضور سے ملاقات کی اور لیکچر دیا تو مسیح کی مصلوب تصویر دکھاتے ہوئے صرف یہ الفاظ کہے کہ یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہوسکتی ہے۔ سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی سب سے بڑا خدا ہے۔ اپنے لیکچر میں بیان کیا کرتا تھا کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنیٰ حالت سے بندر اور پھر بندر سے ترقی پا کر انسان بنا۔ مگر اس دفعہ کے لیکچر میں اس نے صاف اقرار کیا کہ یہ ڈارون کا قول ہے اگرچہ اس قابل نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جاوے۔ بلکہ انسان اپنی پہلی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے۔ غرضیکہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے اور وہ حضورؑ کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے اور ان خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے''۔ (الحکم 6/جون 1908ء منقول از ذکر حبیب صفحہ 406-408)

ایک انگریز کا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مکالمہ:

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

پروفیسر کلیمنٹ ریگ ایک مشہور سیاح، ہیئت دان اور لیکچرار ہے...... اس کا اصل وطن انگلستان میں ہے۔ آسٹریلیا میں بہت مدت تک وہ گورنمنٹ کا ملازم افسر صیغۂ علم ہیئت رہا۔ سائنس کے ساتھ پروفیسر مذکور کو خاص دلچسپی ہے اور چند کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جبکہ حضرتؑ لاہور تشریف لائے تو پروفیسر اس وقت یہیں تھا اور اس نے علم ہیئت پر ایک لیکچر ریلوے سٹیشن کے قریب دیا تھا۔ اور ساتھ ایک لینٹرن کی روشنی سے اجرام فلکی کی تصویریں دکھائی تھیں۔ یہ لیکچر مَیں نے بھی سنا تھا۔ دوران لیکچر میں پروفیسر کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص اندھا دھند عیسائیت کی پیروی کرنے والا نہیں بلکہ غیر متعصب اور انصاف پسند ہے۔ اس واسطے مَیں اسے ملا اور مَیں نے اس سے کہا کہ پروفیسر تم دنیا میں گھومے کیا تم نے کبھی کوئی خدا کا نبی بھی دیکھا۔ اور حضرت اقدس کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت اور اس کے دلائل سے اس کو خبر کی۔ ان باتوں کو سن کر وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ مَیں ساری دنیا میں گھوما ہوں مگر خدا کا نبی کوئی نہیں دیکھا اور مَیں تو ایسے آدمی کی تلاش میں ہوں اور حضرتؑ کی ملاقات کا ازحد شوق ظاہر کیا۔ مَیں نے (مفتی محمد صادق نے) مکان پر آکر حضرت صاحبؑ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا کہ مفتی صاحب تو انگریزوں کو

ہی شکار کرتے رہتے ہیں اور اجازت دی کہ وہ آ کر ملاقات کرے۔ چنانچہ وہ اور اس کی بیوی دو دفعہ حضرتؑ کی ملاقات کے واسطے احمدیہ بلڈنگ میں آئے اور علمی سوالات کئے‘‘۔(ذکر حبیب۔ صفحہ 408-409)

پروفیسر ریگ 18رمئی 1908ء بروز سوموار دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے کے لئے آئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’پہلی ملاقات سے پروفیسر کی اس قدر تشفی ہوئی اور اس کے سوالات پر جو جوابات حضرتؑ نے دئے ان سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے بہت الحاح کے ساتھ درخواست کی کہ اسے ایک دفعہ پھر حضرت کی ملاقات کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ حضرتؑ کے حکم سے اس کو اجازت دی گئی کہ پیر کے دن تین بجے وہ آئے۔ ٹھیک وقت پر پروفیسر صاحب اور ان کی بیوی حضرت کی ملاقات کے واسطے آئے۔ ان کے ساتھ ان کا چھوٹا لڑکا بھی تھا‘‘۔

(ذکر حبیب۔ صفحہ 416)

دوسری ملاقات کے اختتام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحبؓ لکھتے ہیں:

’’اس کے بعد اس نے مع اپنی میم کے کھڑے ہو کر شکریہ ادا کیا اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی اور مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان ہو گیا‘‘۔

(نوٹ: پروفیسر بعد میں احمدی مسلمان ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا۔ اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔ محمد صادق)۔(کرحبیب۔422)

سوالات کا پس منظر عیسائی عقائد کے آئینہ میں

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پروفیسر ریگ صاحب کے سوالات اور ان کے جو جوابات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرحمت فرمائے ان کا ذکر ملفوظات جلد دہم اور ’ذکر حبیب‘ میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سعید فطرت سائل اور جوابات کو ہمارے لئے محفوظ کرنے والے بزرگوں کو بے انتہا اجر و ثواب سے نوازے۔

ان سوالات کی ایک انصاف پسند عیسائی کے نزدیک کیا اہمیت ہے اور ان کا پس منظر عیسائی عقائد کی رو سے کیا ہو سکتا ہے کا مطالعہ ایک دلچسپ موضوع ہے۔ اختصار سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

پروفیسر صاحب نے کہا کہ زمین و آسمان میں اس قدر عجائبات بھرے پڑے ہیں کہ ایسی قدرتوں کا مالک کسی خاص مذہب و قوم تک محدود نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے بائبل میں پڑھا ہوگا ’’خداوند اسرائیل کا خدا ازل سے ابد تک مبارک ہو‘‘۔(1۔تواریخ 16:36) یعنی خدا اسرائیل ہی کا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا آپ نے صحیح کہا خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ اس نے تمام انسانوں کی جسمانی و روحانی زندگی کا سامان مہیا کیا ہوا ہے۔

بائبل میں لکھا ہے کہ ’’جہان قائم ہے اور اسے جنبش نہیں‘‘۔(زبور 93:1, 96:10) لیکن جب گلیلو (Galileo) نے 1610ء میں اپنے تجربات سے ثابت کیا کہ زمین کو جنبش ہے اور وہ سورج کے گرد گھومتی ہے تو پادری اس کے پیچھے پڑ گئے۔ معاملہ پوپ تک پہنچا۔ اس پر مقدمہ پوپ کی عدالت میں چلا وہ کفر و بدعت کا مرتکب قرار پایا گیا۔ اسے قید کی سزا دی گئی اور اس کی کتابوں پر پابندی لگا دی گئی اور اپنے گھر کے اندر مقید کر دیا گیا۔ بے چارہ اندھا ہو گیا اور اسی حالت میں 1642ء میں چل بسا۔

پھر بائبل کے مطابق کوئی چھ ہزار سال قبل جب آدم بنا تھا تو اس سے پہلے زمین بنی تھی۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہماری زمین کے علاوہ اور بھی کئی سلسلے اور زمینیں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہم کب کہتے ہیں کہ صرف یہی زمین ہے جس میں خدا کی مخلوق ہے۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔

گناہ کا عقیدہ بھی عیسائیت کے فلسفہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے مطابق حوّا اور آدم نے ممنوعہ پھل کھایا، دونوں ننگے ہو گئے۔ یہ ابتدائی گناہ (Original Sin) تھا جس کی سزا عورت کو یہ دی گئی کہ ’’تُو درد کے ساتھ بچے جنے گی‘‘ (پیدائش 3:16) اور مرد کو یہ کہ ’’تُو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا‘‘(پیدائش 3:19) یعنی محنت سے روٹی کمائے گا۔ یہ گناہ ہر انسان کو ورثہ میں ملا اور وہ گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ ’’پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لئے کہ سب نے گناہ کیا‘‘(رومیوں باب5 آیت 12)۔ اور اس سے کفارہ کے عقیدہ نے جنم لیا کہ خدا کے بیٹے نے سب انسانوں کے حصہ کی سزا خود صلیب پر جان دے کر پا لی۔ پروفیسر ریگ صاحب نے کہا کہ مجھے یہ عقیدہ غلط معلوم ہوتا ہے کہ ایک پھل کھانے سے ان کی سب اولاد گناہگار ہو گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہاں یہ عقیدہ غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ الفاطر:19) کہ کوئی کسی کے لئے گناہگار نہیں ہو سکتا۔ کسی پہلو سے خدا کو چھوڑنے سے گناہ صادر ہوتا ہے۔(Zachariah 3:1)

عیسائی فلسفۂ عقائد میں شیطان بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی اپنی ایک شخصیت ہے۔ وہ یسوع مسیح کو آزماتا پھرا اور ایک بہت بلند پہاڑ پر لے جا کر اسے دنیا کی تمام بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت دکھائی اور کہا کہ ’’یہ سب مَیں تجھے دوں گا اگر تُو میرے آگے جھک جائے اور میری عبادت کرے‘‘۔(Mathew 4: 8-10) لیکن اسلام کے مطابق شیطان کسی چیز کا مالک نہیں اور نہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے۔ جو خدا کے نیک بندے ہیں ان پر تو اسے کوئی غلبہ نہیں (الحجر 15:43)۔ پروفیسر صاحب نے پوچھا کہ شیطان کیا چیز ہے اور وسیع علم والے قادر خدا نے اسے کیوں اجازت دی ہے کہ اپنی بدی پھیلائے۔ حضورؑ نے فرمایا ہم اکیلے شیطان کے ہی قائل نہیں بلکہ ہم تو شیطان کے ساتھ فرشتہ کے بھی قائل ہیں۔ فرشتہ نیکی کی تحریک کرتا ہے اور شیطان بدی کی۔ انسان کی سرشت میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک قوت نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری بدی کی تحریک کرتی رہتی ہے۔ یہ اس لئے تا اس آزمائش میں پڑ کر پاس ہو اور بدی سے رکنے کا ثواب پائے اور الٰہی اطاعت کا انعام حاصل کرے۔

پروفیسر صاحب نے پوچھا کہ گناہ کا وجود ہی کیوں ہے۔ حضورؑ نے فرمایا: خدا نے انسان کو نیکی بدی کا اختیار دیا ہے تا نیکی پر ثواب کا مستحق ہو۔ اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا تو نیکی کا بھی نہ ہوتا۔ اگر انسان کو بدی کرنے کا اختیار ہی نہ ہوتا تو نیکی کا وجود بھی نہ ہوتا۔ دنیا میں اگر گناہ نہ ہوتا تو نیکی بھی نہ ہوتی۔ مثلاً پرندے ہیں اگر وہ بدی نہیں کر سکتے تو نیکی بھی نہیں کر سکتے۔

پروفیسر صاحب نے کہا کہ شیطان سے دنیا گمراہ ہو گئی ہے۔ خدا نے پھر دوبارہ آ کر اسے خریدا۔ حضورؑ نے فرمایا ہم تو اس کو لغو سمجھتے ہیں جو اس کے قائل ہیں ان سے پوچھا جائے۔ اس سوال کی تہ میں بھی عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ شیطان اس دنیا کا گاڈ (God) ہے اور وہ انسانوں کے پیچھے پڑا ہے کہ وہ ان کو اپنا غلام بنائے اور وہ اس کی پرستش کریں۔

(Revelation 12:9 - Acts 26:18)

پروفیسر صاحب نے کہا کہ انسان آدم کے وقت اعلیٰ حالت میں تھا پھر گناہ سے ادنیٰ حالت کو پہنچا جبکہ دنیا کے عام نظارہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف ترقی کر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا ہمارا عیسائیوں سا عقیدہ نہیں بلکہ ہم آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ (آدم کو جنت سے اتارا گیا تو یہ اس کے کمالات کے اظہار اور ان کو بڑھانے کے لئے تھا۔ بدر)

پروفیسر صاحب نے آئندہ زندگی کے بارہ میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ جب یہ زندگی ختم ہو جاتی ہے تو ایک زندگی نئے لوازم کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔ اگلی زندگی ایسی زندگی کا اثر وظل ہے۔ جو یہاں بویا ہوگا اسی کا پھل وہاں پائیں گے اچھا یا بُرا۔ اس کی مثال عالم خواب کی ہے۔ سوتے ہی انسان کی زندگی پر ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ پہلی زندگی کا نام نہیں رہتا ایسے ہی موت کے بعد ہوگا۔

میم صاحب نے پوچھا کہ کیا وفات یافتہ روحوں سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں انسان کشفی طور پر گزشتہ روحوں سے مل سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے روحانی مجاہدات ضروری ہیں۔ میرا مذہب ہے کہ انسان خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں بھی مُردوں سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح سے میری ملاقات ہو چکی ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی۔ ایسا ہی اور اہل قبور سے مَیں نے ملاقات کی ہے۔

پروفیسر ریگ، ان کی اہلیہ اور بیٹے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 18رمئی 1908ء بروز سوموار جو ملاقات ہوئی اس میں پہلا سوال اس نے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارہ میں پوچھا۔ کیا خدا کوئی شخصیت رکھتا ہے۔ اس میں جذبات ہیں یا ایسا خدا ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کو لامحدود سمجھتے ہیں۔ خدا ہر جگہ موجود ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ’’خدا محبت ہے‘‘۔(1-John 4:8) اس کے مطابق پروفیسر صاحب نے پوچھا کہ اگر خدا بالکل محبت اور انصاف ہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک مخلوق کا گزارہ دوسرے کی ہلاکت پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو خدا میں بھی محبت کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو انسان میں سمجھتے ہیں۔ اس طرح کی محبت یا غضب خدا کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ کسی کا محبوب جدا ہو جائے تو اس کے فراق میں تڑپتا ہے۔ پس کیا خدا کو بھی تکلیف پہنچتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ خدا اپنی صفات میں بھی ایسا ہی بے مثل ہے جیسے اپنی ذات میں۔

پروفیسر صاحب نے زیادہ تشریح چاہی کہ اعلیٰ طبقہ کا جانور ادنیٰ کو کیوں کھاتا ہے؟

حضورؑ نے فرمایا کہ ہم خدا کے غضب اور رحم کی ایسی تشریح نہیں کر سکتے جیسا انسانوں کے متعلق کرتے ہیں۔ خدا کا وسیع نظام پُر از حکمت ہے۔ تمام مخلوقات کسی نہ کسی طرح دکھ اٹھا رہی ہے۔ ان دکھوں کے تدارک و تلافی کے لئے دوسرا جہان ہے۔ محبت میں دکھ بھی ہوتے ہیں جبکہ خدا دکھ اٹھانے سے پاک ہے۔

پروفیسر صاحب نے پوچھا کیا سب انسان ایک آدم کی اولاد ہیں؟ پروفیسر صاحب آسٹریلیا سے گئے تھے ان کو ضرور علم ہوگا کہ یہاں کے اصلی باشندے (ایبورجنیز) بہت لمبے عرصہ سے یہاں رہ رہے ہیں جبکہ بائبل کے مطابق ہمارے آدم تو چار ہزار سال قبل مسیح پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا وہ ہمارے آدم کی اولاد کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ ایک ہی آدم تھا۔ کئی آدم تھے۔ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرۃ:31)۔ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ آدم کسی کا جانشین تھا۔ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ یہ زمانہ چند ہزار برس سے ہے بلکہ پہلے سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ یا کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 432)

پروفیسر صاحب نے پوچھا کہ آیا حضور مسئلہ ارتقاء کے قائل ہیں۔ اور اگر یہ مانتے ہیں تو پھر روح کب پیدا ہوتی ہے؟

حضور نے فرمایا کہ یہ ہمارا مذہب نہیں۔ انسان سے ہی انسان پیدا ہوتا ہے۔ روح ایک مخلوق چیز ہے جو اسی عنصری مادہ سے پیدا ہوتی ہے۔ وہی نطفہ جو ہوتا ہے اس میں روح ہوتی ہے۔ وہ نشوونما ترقی پاتی پاتی بڑی ہو جاتی ہے۔ جبھی تو فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ (المومنون:14)۔ یہ بات صحیح نہیں کہ روح ابتدا سے چلی آتی ہے۔ اس پر پروفیسر صاحب نے کہا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ کا مذہب سائنس کے مطابق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اسی لئے تو خدا نے ہمیں بھیجا تا ہم دنیا پر ظاہر کریں کہ مذہب کی کوئی بات سچی اور ثابت شدہ حقیقت سائنس کے خلاف نہیں۔

آخر پر پروفیسر صاحب نے اجرام سماوی کی تاثیر، روح کی اقسام اور کفارہ کے متعلق دریافت کیا۔ حضور کے جوابات سن کر کہنے لگے واقعی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انسان لاکھ نیکی کرے پھر بھی اس کی نیکی رائیگاں جائے جب تک کفارہ پر ایمان نہ لائے۔ چنانچہ جب ہر طرح تسلّی ہو گئی تو پروفیسر صاحب احمدی مسلمان ہو گئے۔ خدا ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: جلسہ سالانہ کیمرون از صفحہ نمبر 4

کی۔ جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جماعت کو قبول کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اس جلسہ کی برکت سے ان علاقوں میں مزید تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے جس کا اظہار ان شاملین احباب کرام، آئمہ کرام اور معززین کرام نے جلسہ سالانہ کے دوران اپنے اپنے تأثرات میں کیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کو دعوت دی ہے کہ وہ ان کے علاقوں میں بھی آئیں اور مزید تبلیغی امور انجام دیں اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

چند سال قبل کیمرون میں جماعت کا کوئی نشان نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جہاں دنیا میں اور جگہوں پر جماعت کو ترقیات سے نوازا ہے وہیں کیمرون میں بھی جماعت کو ترقیات سے نوازتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں سعید فطرت افراد کو جماعت کی گود میں لا ڈالا ہے۔ اور یہاں بھی نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اس سال جلسہ سالانہ کیمرون کے موقعہ پر بک سٹال بھی لگایا گیا۔ جہاں جماعتی کتب کے ساتھ ساتھ امسال جماعت احمدیہ کیمرون کا چھپوایا ہوا کیلنڈر بھی فروخت کے لئے رکھا گیا تھا۔ ان کتب اور کیلنڈر کو احباب جماعت نے بہت پسند کیا۔

آخر پر مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ وہ سب کارکنان اور شاملین جلسہ کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اور جلسہ کی برکات سے انہیں نوازتا رہے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

محترم چوہدری محمد انور حسین صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 فروری 2009ء میں محترم چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ مرحوم (سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع شیخوپورہ) سے متعلق ایک مضمون مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب موضع چمیاری ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد محترم چوہدری حسین بخش صاحب پولیس انسپکٹر تھے جو بعد ازاں سب رجسٹرار مقرر ہوئے۔ جبکہ دادا جنرل مبارک علی کا شمار رئیسان پنجاب میں ہوتا ہے۔

مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب کو دوران تعلیم 1932ء میں صرف پندرہ سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر شرف بیعت کی سعادت ملی۔ پھر شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اپنی والدہ محترمہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس ساری نسل میں واحد لڑکا پیدا ہوتا رہا ہے۔ والدہ محترمہ نے انتہائی محبت کے باوجود آپ کو جماعت میں شمولیت سے روکنے کے لئے سخت حربے بھی استعمال کئے۔ برادری نے بھی شدید دباؤ ڈالا۔ لیکن اس وقت آپ کا جواب مخالفین کو یہ ہوتا تھا: ''آپ لوگ ایک شخص کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔ میں نے جس کو مانا ہے اس نے سچ کے سوا کچھ نہیں کہا''۔ حتیٰ کہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور پُرنور نے انہیں سامنے کرسی پر بیٹھنے کے لئے فرمایا تو انہوں نے احتراماً کہا کہ وہ اپنے بیٹے کے پیر کے مقابل میں نہیں بیٹھ سکتیں، صرف اتنی عرض ہے کہ اس کو اپنی مریدی سے نکال دیں۔ اس پر حضور پُرنور نے تبسم کیا اور فرمایا: ''کیا یہ آپ کی پہلے سے زیادہ خدمت اور فرمانبرداری نہیں کرتا؟ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور یہ خاندان کے لئے خوش بختی کا نشان ہوگا''۔

نازونعم میں پلے ہوئے ایک نوجوان کے لئے یہ دَور نہایت اذیّت اور کرب کا تھا جو آہستہ آہستہ مدھم پڑتا گیا۔ آپ نے اپنی تمام تر توجہ حصول علم کی طرف رکھی۔ یہ دَور اُن کے لئے تربیت اور صعوبتیں برداشت کرنے کا دور تھا۔ اس لئے فرمایا کرتے تھے کہ ان تکالیف نے مجھے زندہ رہنے کا سلیقہ سکھلایا اور انسانیت کا شعور بخشا۔ میں اپنے غموں کے مداوا کے لئے حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور پھر یہی میرا زندگی بھر دستورالعمل رہا۔

حصول تعلیم کے بعد آپ نے امرتسر میں بطور وکیل پریکٹس شروع کی۔ ذہین، نکتہ ساز، حاضر جواب اور حاضر دماغ تھے۔ آپ نے وکالت میں بھی ایک درخشاں مقام حاصل کیا۔ جرح کے ماسٹر تھے، جرح کرتے وقت وہ گواہ کو ایسے مقام پر لے آتے تھے کہ گواہ سے حقیقت اگلوا لیتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد حضورؓ نے ان کی تقرری ضلع شیخوپورہ کے امیر کے طور پر فرمائی۔ ابتداء میں جماعت کا سنٹر محلّہ احمد پورہ میں ہوتا تھا۔ بعدازاں مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب (ر) ڈسٹرکٹ انجینئر جو بعد میں نائب امیر بھی رہے۔ انہوں نے اپنا پلاٹ واقع محلّہ جہانگیر آباد جماعت کے لئے وقف کر دیا۔ پھر یہاں مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی۔ مسجد کی تعمیر میں بھی بہت سی دشواریاں پیدا ہوئیں جو اللہ تعالیٰ کے احسان اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے نتیجہ میں دور ہوگئیں۔

محترم چودھری صاحب نہ صرف مرکز میں تشریف لاکر خدمت کا سلسلہ جاری رکھتے بلکہ آپ کے گھر کے دروازے بھی ہر خاص و عام کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے افراد جماعت سے ان کے ذاتی تعلقات تھے۔ اُن کے غموں اور خوشیوں میں شامل ہوتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کا طرّہ امتیاز تھا۔ عالمی سیاست اور ملکی سیاست پر بھی گہری نظر رکھتے تھے نیز سماجی تعلقات اور روابط کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا فیاضانہ دل دیا تھا۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کی تبدیلی جون 1965ء میں گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ میں ہوئی۔ وہاں احمدی اور غیراحمدی وکلاء کو اختلاف عقائد کے باوجود آپ کی شاہانہ اور فیاضانہ فطرت کا معترف پایا۔ 65ء کی جنگ کے بعد ہڈیارہ، کھیم کرن اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے مہاجرین کی قیام گاہیں گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ اور گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ قرار پائیں۔ اس وقت قوم میں اپنے دکھی بھائیوں کی خدمت کا ایک خاص جذبہ تھا۔ انتظامیہ کو بہت سے عطیات وصول ہوئے جن کی مناسب تقسیم نہ ہونے پر شکایات پیدا ہوئیں۔ بروقت کھانا نہ ملنے اور ناقص انتظامات اور کچھ اخلاقی شکایات تھیں۔ جس پر جناب شیر محمد صاحب لالی ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے برہمی کا اظہار کیا اور سیاسی لیڈران اور انتظامیہ سے کہا کہ آپ لوگ چند ہزار لوگوں کو نہیں سنبھال سکے اور شکایات کے انبار لگا دیئے ہیں اس لئے اس کام کو کیوں نہ ان لوگوں کی نگرانی میں دے دیا جائے جو یہ کام جانتے ہیں۔ چنانچہ پھر چوہدری محمد انور حسین صاحب سے کہا کہ آپ جلسہ سالانہ کے انتظامات کرواتے رہتے ہیں اس لئے اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے اپنے آدمی لگائیں۔ چنانچہ ایک ٹیم تشکیل دی گئی، ربوہ سے بھی بارہ خدام منگوائے گئے۔ اور اس سلسلہ میں مجھے بھی خاص خدمت کی توفیق ملی جس کے دوران آپ کے حسن انتظام اور اعلیٰ اخلاق کا مشاہدہ بھی بھرپور طور پر ہوا۔

محترم چودھری صاحب اپنی مہمان نوازی، خوش خلقی اور غریب پروری کے سبب بھی ہر خاص و عام میں مشہور تھے۔ سیاسی، سماجی اور دینی اکابرین کی غمی خوشی میں بھی شرکت کرتے تھے۔ میں نے اُن کی رفاقت میں قریباً تیس سال مختلف خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کے ذہن میں امیر اور غریب کا فرق کوئی نہ تھا۔ خوش اخلاق تھے خوش لباس تھے۔ لطیف احساسات اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ خوشبو کے دلدادہ تھے۔ جب بھی کسی تقریب میں جاتے خود بھی لگاتے اور اپنے ہمراہ ساتھیوں کو بھی لگاتے۔ انہیں بھی دوسروں سے روابط بڑھانے اور ان کے دکھ درد میں شامل ہونے کی تلقین فرماتے تھے کہ مذہب کا مقصد ہی بنی نوع انسان سے محبت اور خدمت ہے۔ انسان کا گھر کی چاردیواری میں محدود ہو جانا بےعقلی کی دلیل ہے کیونکہ وہ دنیا کے حالات سے ناواقف ہو جاتا ہے اور اپنے محدود خیالات کی وجہ سے اس میں ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جس شخص کا جس قدر دائرہ تعارف وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر اس پر یہ بات کھلتی جاتی ہے کہ لوگوں کی ترقی وتنزل کے اسباب کیا ہیں؟ اس میں ان کی محنت وتدبر کا کہاں تک عمل دخل ہے یہ غور وفکر اور تدبر اس میں فیاضی اور انصاف پیدا کرتا ہے اور وہ خود بھی کوشش اور تدبر کی طرف مائل ہوتا ہے۔

1974ء میں آپ نے خدمت دین کے نئے راستے تلاش کئے۔ ہر جمعرات کو غیراز جماعت وفود کو ربوہ لے جاتے، خلیفۂ وقت سے ملاقات کرواتے جس کا بہت مفید اور مثبت نتیجہ نکلا اور بیعتوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ خاکسار بحیثیت قائد خدام الاحمدیہ ضلع اُن کے ہمراہ دَوروں میں شریک رہتا۔ اِن دوروں میں اور خلیفۂ وقت سے ملاقاتوں میں بہت ہی ایمان افروز نشانات نظر آئے۔ آپ کو تینوں خلافتوں کا بھرپور پیار نصیب ہوا۔ چنانچہ آپ کی بہت سی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا یہ فرمانا کہ ''وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پیارے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پیارے اور میرے بہت ہی پیارے تھے''۔ ان کی محبت کا ایک عملی ثبوت ہے۔

مکرم چوہدری غلام رسول صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 فروری 2009ء میں مکرم چوہدری غلام رسول صاحب کا ذکرخیر مکرم محمد انوار الحق صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

محترم چوہدری غلام رسول صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ حلقہ مغلپورہ لاہور (وزعیم اعلیٰ انصاراللہ مغلپورہ وسپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہاسٹل دارالحمد لاہور) کی وفات 5؍جون 1995ء کو ہوئی تھی۔

آپ سلسلہ کے فدائی، ہنس مکھ طبیعت کے مالک، خدمت دین پر کمربستہ، نیکی کو سنوار کر ادا کرنے والے اور بدی کو بیزار ہوکر ترک کرنے والے تھے۔ دکھی انسانیت کے ہمدرد، خوبصورت وخوب سیرت، عمدہ اوصاف کے مالک اور دین کی خاطر اپنے آپ کو ہمہ تن وقف رکھنے والے مجسم وجود تھے۔ آپ اپنی ذات میں نہایت شریف النفس، سعیدالفطرت، شمع احمدیت کے پروانے نہایت محنتی، دیانتدار اور سادگی کا نمونہ تھے۔ آپ کی سادگی کو دیکھ کر تحریک جدید کا مطالبہ سادہ زندگی، نمایاں نظر آتا تھا۔

آپ ایک صائب الرائے، خوش خلق، خصوصاً خلفائے سلسلہ سے نہایت محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ تحریک جدید کے وعدہ جات میں اپنے وعدہ کے علاوہ پچاس سے زائد بزرگان سلسلہ اور اپنے عزیز واقارب کی طرف سے نہ صرف وعدہ کرتے بلکہ ساتھ ہی ادائیگی بھی کردیتے۔

جماعت کے مختلف عہدوں پر سرفراز رہے مگر ہر عہدہ کی ذمہ داریوں کو آپ نے بطریق احسن اور نمایاں قابلیت اور خداداد صلاحیتوں سے نبھایا۔ سلسلہ کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور زیرمطالعہ رکھتے۔ روزانہ کا معمول تھا کہ گھر سے فجر کی نماز مسجد میں ادا کرنے کے لئے نکلتے تو عربی قصیدہ زبانی دوہراتے۔ مسجد میں لمبے نوافل بہت رقّت سے ادا کرتے۔

درس قرآن وحدیث بہت عمدہ پیرائے میں دیتے۔ ضعیف العمر ہونے کے باوجود آپ کو جو بھی خدمت سونپی جاتی بڑے پیار اور خوشی سے قبول کرتے۔ مرکز سے آنے والے نمائندگان اور مربیان سلسلہ کو خاص عزت بخشتے۔ آپ کا ایک خاص وصف چھوٹے اور بڑوں کو السلام علیکم کہنے میں پہل کرنا تھا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 اگست 2008ء میں مکرم طارق بشیر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

جلوے اس کے موجزن ہیں گردشِ افلاک میں
چشمِ تر میں دیکھ اس کو دیدۂ نمناک میں
آسماں کی رفعتوں میں اس کی ہستی کا ثبوت
کہکشاں کی وسعتوں میں ذرہ ہائے خاک میں
راہگزر میں دیکھ اس کو جادۂ منزل پہ دیکھ
دیکھ دن کی روشنی میں رات وحشت ناک میں
کہکشاں میں دیکھ اس کو آتشِ خورشید میں
سیم و زر میں دیکھ اس کو یا خس و خاشاک میں
مہر و ماہ میں دیکھ اس کو رفعتِ کہسار میں
دیکھ دل کے آئینے میں سینۂ صد چاک میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 اگست 2008ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

ہر ذرّے کے لب پہ صدا ہے اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ رَبِّیْ
گو کہنے کی طرز جدا ہے اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ رَبِّیْ
ہر لمحے کی کوکھ سے پیہم تازہ لمحے پھوٹیں
ہر لمحہ مصروفِ ثنا ہے اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ رَبِّیْ
تو خالق ہے تو مالک ہے حکم تجھی کو زیبا
کام مرا تسلیم و رضا ہے اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ رَبِّیْ
فن کی بھیک عطا کر مالک تیرے نغمے لکھوں
عجز قلم کو روک رہا ہے اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ رَبِّیْ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
20th May 2011 – 26th May 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 20th May 2011

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:25 Insight
00:35 Qur'anic Archaeology
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th March 1997.
02:25 Historic Facts
03:25 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1995.
04:50 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 26th July 2008, from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 20th February 2011.
08:15 Siraiki Service
09:00 Rah-e-Huda
10:35 Indonesian Service
12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15 Tilawat
13:25 Dars-e-Hadith
13:40 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:10 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
19:10 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
19:35 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il: discussing issues related to Islamic jurisprudence.
20:35 Friday Sermon [R]
22:00 Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 21st May 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 International Jama'at News
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th March 1997.
02:05 Fiq'ahi Masa'il
02:40 Friday Sermon: rec. on 20th May 2011.
03:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Yassarnal Qur'an
07:35 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 27th July 2008.
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 24th November 1996. Part 2.
09:55 Friday Sermon [R]
11:05 Indonesian Service
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55 Bengali Service
15:00 Children's class with Huzoor and children from Sweden, recorded on 21st May 2011 .
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Children's class [R]
19:30 Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30 International Jama'at News
21:15 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 22nd May 2011

00:00 MTA World News
00:15 Friday Sermon: rec. on 20th May 2011.
01:30 Tilawat
01:40 Dars-e-Hadith
02:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th March 1997.
03:15 Friday Sermon [R]
04:30 Yassarnal Qur'an
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30 Children's Corner
08:00 Faith Matters
09:00 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor, on 23rd August 2008, from the ladies Jalsa Gah.
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 16th March 2007.
12:00 Tilawat
12:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:25 Faith Matters [R]
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:25 Real Talk
20:25 Children's Corner
21:00 Jalsa Salana Germany [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Ashab-e-Ahmad

Monday 23rd May 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:15 International Jama'at News
01:45 Spotlight: interview with agricultural economist Dr. Ijaz Qamar.
02:15 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th March 1997.
03:20 MTA World News
03:40 Friday Sermon: rec. on 20th May 2011.
04:50 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:00 Seerat-un-Nabi (saw)
07:40 Children's class with Huzoor and children from Sweden, recorded on 21st May 2011 .
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th February 1998.
09:50 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 11th March 2011.
11:00 MTA Variety
11:45 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 19th August 2005.
15:10 MTA Variety [R]
16:10 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st April 1997.
20:40 International Jama'at News
21:10 Children's class [R]
22:10 MTA Variety [R]
22:50 Friday Sermon [R]
23:50 Seerat-un-Nabi

Tuesday 24th May 2011

00:35 MTA World News
00:55 Tilawat
01:20 Insight
01:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st April 1997.
03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th February 1998.
04:20 Seerat-un-Nabi
05:05 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 24th August 2008.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:35 Insight
07:00 Food for Thought: food labelling.
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Question and Answer Session: rec. on 7th December 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 9th July 2010.
12:20 Tilawat
12:30 Zinda Log
13:05 Insight
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd October 2005.
15:25 Historic Facts
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 20th May 2011.
20:45 Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:20 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 25th May 2011

00:10 MTA World News
00:40 Tilawat
00:50 Dars-e-Malfoozat
01:10 Yassarnal Qur'an
01:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd April 1997.
02:45 Learning Arabic: programme no. 5.
03:15 Food for Thought: food labelling.
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 7th December 1996.
05:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd October 2005.
06:05 Tilawat
06:25 Dars-e-Hadith
06:45 Yassarnal Qur'an
07:00 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: a discussion on the teachings of Hadhrat Isa (as).
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 25th October 1996. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilawat
12:15 Dars-e-Hadith
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Friday Sermon: rec. on 26th August 2005.
14:15 Bangla Shomprochar
15:35 Dua-e-Mustaja'ab
16:00 Fiq'ahi Masa'il
16:45 Dars-e-Hadith [R]
17:20 Attractions of Australia
18:00 MTA World News
18:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
19:10 Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:30 Real Talk
20:35 Yassarnal Qur'an [R]
20:50 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:35 Friday Sermon [R]

Thursday 26th May 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:45 Dars-e- Hadith
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1997.
02:10 Fiqahi Masail
03:00 MTA World News
03:20 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: a discussion on the teachings of Hadhrat Isa (as).
03:50 Friday Sermon: rec. on 26th August 2005.
04:50 Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 27th May 2009.
06:00 Tilawat
06:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:25 Yassarnal Qur'an
08:05 Faith Matters
09:05 Qur'anic Archaeology
09:50 Indonesian Service
11:00 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 20th May 2011.
14:05 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th May 1995.
15:15 Moshaa'irah
16:20 Dars-e- Malfoozat
16:40 Faith Matters [R]
18:00 MTA World News
18:20 Yassarnal Qur'an [R]
18:50 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 24th July 2009.
19:40 Qur'anic Archaeology
20:10 Faith Matters [R]
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:35 Dars-e- Malfoozat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 13 May , 2011 | Issue No. 19

آپ جن پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہیں وہ ہر وقت مجھے متفکر رکھتی ہیں

ہر جمعہ کا دن جب تک آپ کی طرف سے خیر کی خبر نہ آجائے بے چین گزرتا ہے

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ دشمنوں کے شر ان پر الٹائے۔

اے مسیح پاک کے پیارو! یہ نہ سمجھو کہ تم اکیلے ہو بلکہ ایک دنیا کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ آج اگر قربانیوں کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ نے چنا ہے تو انعامات کے بھی تم ہی مورد بننے والے ہو۔

ممبران مجلس مشاورت پاکستان 2011ء کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دلگداز پیغام

مکرم ناظر صاحب اعلیٰ

صدر انجمن احمدیہ ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ سال 2011ء انشاء اللہ تعالیٰ 25 مارچ سے شروع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اسے بابرکت فرمائے۔ تجاویز پر رائے دینے والوں اور مشورہ دینے والوں کے ذہنوں کو اللہ تعالیٰ جلا بخشے۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی آراء پیش کرنے والے ہوں۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں اور صدقات پر بھی بہت زور دیں۔ پاکستان کی جماعتیں ملکی اور جماعتی حالات کی وجہ سے جن پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کر رہی ہیں وہ ہر وقت مجھے متفکر رکھتی ہیں۔ یہ حالات جن میں سے آپ لوگ گزر رہے ہیں ہر وقت فکر میں ڈالے رکھتے ہیں اور 28 مئی 2010ء کے واقعہ کے بعد جس میں جماعت نے ایک بہت بڑی اجتماعی قربانی اور وفا کی تاریخ رقم کی اس نے تو ان فکروں کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ ہر جمعہ کا دن جب تک آپ کی طرف سے خیر کی خبر نہ آجائے بے چین گزرتا ہے۔ اس بے چینی کو دور کرنے کا ہمارے پاس اس کے سوا کوئی حل نہیں کہ دعا اور صدقات سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگیں۔ جس کے لئے میں کوشش کرتا ہوں اور اللہ سے بھیک مانگتا ہوں کہ اگر میری دعاؤں میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو صرف نظر فرما اور میرے پیاروں کو اپنی پناہ میں لے لے۔ اس عافیت کے حصار میں لے لے جس تک کوئی دشمن نہ پہنچ سکے۔ دشمن کا ہر مکر ان پر الٹا دے اور یہی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ بحیثیت ممبر شوریٰ اور عہدیدار آپ کا فرض دوسروں سے بڑھ کر ہے کہ دعاؤں پر زور دیں کہ ہماری کامیابی کا مدار دعاؤں پر ہے۔ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں، اسی سے مانگیں۔ ایک پیار کرنے والے ماں باپ کی طرح افراد جماعت کے ہمدرد بن جائیں۔ ان میں یہ احساس پہلے سے بڑھ کر پیدا ہو جائے کہ عہدیدار ہمارے ہمدرد، ہماری بھلائی چاہنے والے اور ہم سے پیار کرنے والے ہیں۔ افراد جماعت میں یہ احساس پیدا کر دیں کہ جماعت ایک بنیان مرصوص ہے جس کو بڑے سے بڑا طاقتور دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عہدیداران اور ممبران شوریٰ اس کا اہم حصہ ہیں۔ آپ کے عبادتوں کے نمونے بھی دوسروں سے بڑھ کر ہوں اور آپ کے اخلاق کے نمونے بھی دوسروں سے بڑھ کر ہوں۔ ہر معاملے میں آپ کا کردار ایک امتیازی نشان کا نمونہ دکھانے والا ہو۔ اجتماعی شہادتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے جس طرح اخلاص و وفا اور ثبات قدمی کا نمونہ دکھایا ہے اور مستقل مزاجی کے ساتھ (بیوت الذکر) اور جماعتی مراکز کی حفاظت کا جس طرح انتظام سنبھالا ہے اس پر بے اختیار اپنے پیار کرنے والے خدا کی تسبیح اور تحمید کے جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان عملی نمونوں میں مزید نکھار پیدا کرتا چلا جائے۔ تقویٰ میں بڑھتے چلے جائیں۔ عبادتوں میں طاق ہوتے چلے جائیں۔ یہی وہ عمل ہے جو ہم میں اور دوسروں میں امتیاز پیدا کرتا ہے اور یہی تبدیلی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے غلبہ کی ضمانت ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اب پھر آپ کو یاددہانی کرواتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے اس حسن ظن کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں۔

آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوش ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 605۔ جدید ایڈیشن)

یہ حالات جو آجکل پاکستان میں گزر رہے ہیں۔ انہوں نے عموماً اخلاص و وفا اور عبادتوں کے معیار کو بہت اونچا کیا ہے۔ باہر کے ملکوں سے پاکستان جانے والے آکر مجھے بتاتے ہیں کہ گزشتہ سال جو مساجد کی حاضری تھی اس میں اس سال نمایاں اضافہ نظر آیا ہے۔ اخلاص اور جذبے میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔ میری بھی جب متاثرین یا شہداء کے خاندانوں سے بات ہوتی ہے تو ایک عزم، ایک استقلال، ایک جذبہ ان کی آوازوں میں سنتا ہوں۔ عورتیں، بچے، نوجوان اور بوڑھے جب مجھے اپنے اخلاص و وفا کے اظہار کے ساتھ تسلی دلاتے ہیں تو اس وقت میں بڑی مشکل سے اپنے جذبات پر قابو پاتا ہوں۔ اسی طرح افراد جماعت کے جو خطوط مجھے ملتے ہیں ان میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہے۔ تب حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کا صحیح ادراک حاصل ہوتا ہے کہ ”اخلاص، محبت اور جوش ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے“۔ اللہ کرے یہ جوش ایمان ہمیشہ بڑھتا چلا جائے۔ مخالفین اور معاندین جماعت اسی کوشش میں ہیں کہ احمدیوں کے اس جوش ایمان کو مستقل ایک خوف و ہراس کا ماحول پیدا کر کے ختم کر دیں۔ لیکن نہیں جانتے کہ ان کے حملے اور حربے سب رائیگاں جائیں گے۔

آج دنیائے احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت اختیار کر چکی ہے اور ایک جسم کی مانند ہے۔ ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف بن جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود نے پیدا کیا۔ جس کی مثال دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتی۔ میں ان جذبات کو پڑھ کر حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح دور دراز کے رہنے والے احمدی جو مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے ہیں آپ کی تکلیف پر بے چین ہوتے ہیں۔ بعض خطوط تو آنکھوں کو نم کر جاتے ہیں۔

پس اے مسیح پاک کے پیارو! یہ نہ سمجھو کہ تم اکیلے ہو بلکہ ایک دنیا کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ آج اگر قربانیوں کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ نے چنا ہے تو انعامات کے بھی تم ہی مورد بننے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے اور اسی نے مسیح پاک سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ”میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں“۔ پس ہمیشہ حضرت مسیح موعود کے پیاروں میں شامل رہنے کی کوشش کرتے رہیں اور یہ پیغام پاکستان کے ہر احمدی تک پہنچا دیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اصل انعامات تو اخروی زندگی کے انعامات ہیں۔ اگر ہم تقویٰ پر چلتے رہے اور مستقل مزاجی سے اپنے عہد وفا کو نبھاتے رہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم پر پیار کی نظر رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم پر اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہے۔ ہر آن ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیں عہد وفا نبھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ دشمنوں کے شر ان پر الٹائے۔ گو دشمن کے منصوبے بڑے خطرناک ہیں۔ لیکن اللہ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن ہے۔ پس دوبارہ میں یاددہانی کرواتا ہوں کہ ان دنوں میں بھی اپنی زبانوں کو دعاؤں سے تر رکھیں اور بعد میں دعاؤں اور صدقات کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ آپ کو توفیق دے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی طرف سے میری آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے۔ یہ دوریاں یہ فاصلے جلد دور فرمائے۔ ہماری رونقیں، ہمارے جلسے جلد دوبارہ پہلے کی طرح منعقد ہوں۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

(خلیفۃ المسیح الخامس)